

صدقہ جاریہ

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ - [رواه مسلم]

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب انسان مرتا ہے اس کے عمل اس سے قطع ہو جاتے ہیں۔ مگر تین عمل جاری رہتے ہیں: ① صدقہ جاریہ۔ ② علم جس سے استفادہ کیا جائے۔ ③ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔“

دین کے بنیادی اصول ۲۳

پہلی سفارش اللہ تعالیٰ سے فیصلہ کرنے کے لیے تشریف لانے کی ہوگی، جب کہ لوگ ایک طویل عرصہ ٹھہرنے اور اولوالعزم پیغمبروں آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام سے سفارش کا مطالبہ کرنے کے بعد آپ کے پاس آئیں گے، وہ پیغمبر عذر کر دیں گے لیکن آپ ﷺ فرمائیں گے: ”ہاں میں ہی یہ سفارش کروں گا۔“ پھر اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما دیں گے۔

دوسری مرتبہ آپ ﷺ لوگوں کے جنت میں داخلے کے لیے سفارش کریں گے، آپ ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔

تیسری مرتبہ آپ ﷺ کچھ جنتی لوگوں کے درجات اور مرتبے بلند کروانے کے لیے سفارش کریں گے۔ البتہ جس سفارش میں آپ کے علاوہ دوسرے انبیاء اور فرشتے وغیرہ بھی شریک ہوں گے، وہ موحدین میں سے کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگوں کی سفارش ہوگی، کہ وہ جہنم سے نکل آئیں جب کہ وہ جل کر راکھ ہو چکے تھے، یہ لوگ آگ سے طویل مدت کے بعد نکلیں گے، ممکن ہے یہ مدت کئی ہزار سال پر مشتمل ہو۔ پھر انہیں جنت کی ایک نہر میں ڈالا جائے گا جسے نہر الحیاء کہتے ہیں، اس میں یہ اسی طرح دوبارہ تروتازہ ہو جائیں گے جیسے کوئی دانہ سیلاب میں پھوٹتا ہے، پھر انہیں جنتیوں والی نعمتیں دی جائیں گی، کیوں کہ یہ توحید کو اپنائے ہوئے اسی عقیدہ پر فوت ہوئے تھے۔

اصول نمبر 23: وَالْإِيمَانُ أَنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ خَارِجٌ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ، وَالْأَحَادِيثُ الَّتِي جَاءَتْ فِيهِ، وَالْإِيمَانُ بِأَنَّ ذَلِكَ كَانُوا۔

”اس پر ایمان کہ مسیح الدجال نکلے گا، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا، حدیث میں یہ بات منقول ہے، اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے اور یہ بھی کہ واقعی ایسا ہوگا۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی اس زمین پر بھیجا اس نے اپنی قوم کو ایک آنکھ سے اندھے دجال سے ڈرایا ہے، وہ ایک آنکھ سے اندھا ہوگا جب کہ تمہارا رب ایسا نہیں، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا۔“

[صحیح بخاری: ۷۴۰۸، صحیح مسلم: ۲۹۳۳]

اصول نمبر 24: وَأَنَّ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِلُ فَيَقْتُلُهُ بِبَابِ لُدٍّ۔

”عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے اور آپ اسے لد نامی دروازے کے پاس قتل کریں گے۔“

فہرست

1	صدقہ جاریہ	جواہر پارے
2	دین کے بنیادی اصول (۲۴)	کلمہ طیبہ
4	کرد و مہربانی	اداریہ
6	سورۃ البقرۃ	درس قرآن
10	توفیق الباری	درس حدیث
12	نماز کی عظمت	ارکان اسلام
16	ہر مسلمان کی اقتداء میں نماز کا جواز..... (۱)	ارکان اسلام
22	غیبت کی جائز اور ناجائز صورتیں	اصلاح معاشرہ
27	مولانا احمد الدین گکھڑویؒ کی ایک علمی یادگار	تذکرہ علمائے اہل حدیث
29	مکتوبات حافظ عبداللہ روپڑیؒ، عبد الجلیل سامروڈی شرف الدین دہلوی (بنام مولانا عبدالغفار حسن)	مشاہیر نامہ
33	محمد سلیم چنیوٹی	تبصرۃ کتب
35	آرزو	شعر و ادب

کر و مہربانی.....

حافظ احمد شاکر

اداریہ

امورِ خیر میں شریعت کی ہدایت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے خرچ کرو تو بائیں ہاتھ کو علم نہ ہو لیکن جمہوریت کی حسانت یا سینات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عوام کے لیے جو بھی بھلائی کا کام کرو اس کی خوب تشہیر کرو کہ اس بنیاد پر ووٹ حاصل کرنا ہوتے ہیں۔

میڈیا کی جب تک اس قدر بہتات..... کہ دسیوں چینل ہمہ وقت مشغول رہتے ہیں..... نہ ہوئی تھی سیاسی پارٹیاں اور سیاستدان انتخابات کے موقعہ پر ووٹ لینے کے لیے اپنی اپنی کارکردگیاں اور ان کے اعداد و شمار بیان کرتے تھے۔ اب جب سے ذرائع ابلاغ کی بھرمار ہوئی ہے تو ہرٹی وی چینل خبر دینے میں سہقت کے لیے روز بروز بلکہ لمحہ بہ لمحہ کی تفصیلات نشر کرتا رہتا ہے سیاسی لیڈر اور پارٹیاں چونکہ اس پروپیگنڈے کی محتاج ہوتی ہیں اس لیے وہ میڈیا سے بنا کر رکھتی ہیں۔ اپنا پناٹا اثر ہے جس کے صحیح ہونے پر ہمیں اصرار نہیں، میاں شہباز شریف کا انداز حکمرانی پہلے کی طرح مضبوط ہے یا نہیں لیکن قدرے مختلف بایں معنی ضرور ہے کہ ان کے دل میں اس مرتبہ کمزور، بیمار، ضرورت مند اور غریب کے لیے پہلے سے ہمدردی اور جذبہ حکومت قدرے زیادہ محسوس ہوتا ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ حقیقی جمہوری..... یعنی مشرف کے دور..... میں جب سے مہنگائی نے زقندیں لگانی شروع کیں تب سے وطن عزیز میں خود کشیاں کثرت سے ہونے لگی ہیں۔ لیکن ہماری پس ماندہ سوچ کے مطابق ٹی وی چینلز میں جب سے اشیائے نعیش..... شیمپو، صابن بجلی کی مصنوعات، موبائل فون..... کو اشیائے ضرورت بنا کر پیش کیا جانے لگا ہے۔ خط غربت سے نیچے زندگی گزارنے والے اور متوسط طبقہ ان کے حصول میں مسلسل کوشاں رہنے لگا ہے۔ ان اشیاء کے لیے بچوں کے تقاضوں کے آگے بے بس ہو جاتا ہے۔ اس لیے اخراجات پر ان کی گرفت اس قدر کمزور ہو جاتی ہے کہ وہ قرض پکڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جس کی ادائیگی ان کے لیے ممکن نہیں ہوتی۔ اور ماشاء اللہ جب سے آہوں کے نتیجے اور امنگوں کے ساتھ جمہوری حکومت برسرِ عمل آئی ہے اس وقت سے جمہور کے لیے لمحہ لحد کے عذاب اور جمہوریوں..... لیڈروں..... کے اکاؤنٹ مسلسل بڑھ رہے ہیں کہ ہمارے ہاں جمہوریت اسی کا نام ہے پنجاب میں خود کشی کے ایک سے زیادہ ایسے واقعات ہو چکے ہیں جن کا بنیادی سبب غربت، بھوک، افلاس بے روزگاری اور قرض ہوتا ہے۔ میاں شہباز شریف عموماً ہر واقعہ کے بعد متاثرین اور بعض مرتبہ مظلومین کے گھروں تک پہنچتے، ان کو دلا سہ دیتے، ان کے قرض ادا کرنے، بچوں کے تعلیمی اخراجات برداشت کرنے اور ان کی کفالت کرنے کا اعلان کرتے ہیں پچھلے دنوں لاہور میں ایک رکشہ ڈرائیور نے سودخوروں سے مجبور ہو کر بیوی بچوں سمیت زہر نگل لیا تھا جس کے نتیجے میں وہ خود اور اس کے..... غالباً..... تین بچے ہلاک ہو چکے دو بچے زہر خوردنی سے بچ گئے اور اس کی بیوی شاید ابھی تک موت و حیات کے کشمکش میں ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میاں صاحب حسبِ عادت متاثرہ خاندان تک پہنچے، اخبارات کے مطابق ان کو نقد دس لاکھ بھی دیئے انہیں حسبِ نیت اس کی جزا صرف اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔ یہ خبر پڑھ کر انسان کے طرح ہمارے دل و دماغ میں بھی ہلچل مچ گئی۔

میاں شہباز شریف نے پنجاب میں پہلے سستی روٹی کے سکیم شروع کی تھی پھر دسترخوان کی سکیم کا ذکر بھی اخبارات میں آنے لگا ہے وطن عزیز میں غریبوں کے حال اور میاں صاحب کے جذبہ خیر کو ملحوظ رکھتے ہوئے خیال آیا کہ ”میلے میں طوطی کی صدا کون سنے گا“ تاہم، ان کی خدمت میں چند گزارشات پیش کر دی جائیں کہ چلے آتش نمرود کو بجھانے کے لیے چوچ میں پانی کا قطرہ ہی سہی۔

①..... میاں صاحب اپنی ذاتی زندگی کو متوسط طبقہ کے برابر ضرور لائیں کہ حاکم کی اصل زندگی عمل کی زندگی ہوتی ہے۔

②..... ہر علاقے میں نان جوئی کے محتاجوں کے قرضوں کی فہرست بنوا کر اپنے پاس رکھیں اور حسبِ حالات و حسبِ توفیق ایسے مقروضوں کو قرض سے اس طرح نجات دلائیں کہ سودخور کو رقم ادا کر دیں اور اصل زر کی قسط وصول کرنے کا اہتمام کریں۔ نیز اس کو تنبیہ کر دیں کہ دوبارہ قرض لینے پر مستوجب

سزا ہوگا۔ امید ہے کہ مقروضوں کی اکثریت لیت و لعل کی بجائے قرض خوشی سے ادا کر دے گی۔

⑤..... دسترخوان یا لنگر سکیم پر اہل علاقہ کے اہل خیر کو متوجہ کریں کہ وہ شرعی اصول ”تأخذ من اغنيائهم وتورد علی فقرائهم“ کہ بستی کے مالداروں سے لے کر اسی بستی کے فقراء پر خرچ کریں، کے تحت ان کے جذبہ خیر کو انگیزت دیکر بہ رضا و رغبت ان کو اس پر آمادہ کریں کہ وہ یہ کام اپنی صوابدید اور مقامی حالات کے مطابق کریں۔

⑥..... حکومت پنجاب کروڑوں روپے سستی روٹی پر خرچ کرنے کی بجائے اشیائے ضرورت پر امدادی رقم دے کر جملہ عوام کو آنا، لگھی، چینی، چاول کم قیمت پر دینے کا کوئی ایسا نظام بنائے جس میں بدعنوانی کم از کم ہو۔ یا پھر پانی بجلی اور سوئی گیس کے بلوں کی مد میں یہ امدادی رقم بایں انداز دے کہ جو اوسطاً اتنے یونٹ استعمال کریں گے وہ اس کے حقدار ہوں گے۔ نیز پوری قوت سے، بجلی چوروں..... عام افراد ہوں یا سرکاری اور پرائیویٹ ادارے..... پر ہاتھ ڈالے۔ اس رعایت میں انیر کو لرنیز اور اے سی کو بے شک مستثنیٰ کر دیں۔ تنخواہوں میں نام نہاد اضافے کی بجائے اپنے عوام تک بنیادی ضروریات کم از کم قیمت میں پہنچانے کی کوشش کریں۔ نیز وہ ایندھن یعنی تیل کو سستا کریں تاکہ اس عنوان سے ہونے والی مہنگائی بھی کم اور عوام سفر میں بھی آسانی پائیں۔

⑦..... ہر علاقے میں میت کے کفن دفن کا حکومتی یا پرائیویٹ اہتمام کرنے کی کوشش کریں اور میت والے گھر میں فوت ہونے کے بعد تین دن تک کھانے کا اہتمام بھی کریں اور میت کے ورثاء کو غیر شرعی اخراجات سے نجات دلانے کی کوشش بھی کریں۔

⑧..... ہر علاقے میں ایلیوٹیٹی، ہومیو پیتھی اور دیسی طب کی دس، بیس روپے یومیہ کی پرچی ڈسپنسریاں قائم کرنے کی حکومتی سطح پر کوشش بھی کرنی چاہیے اور اگر اسباب خیر یہ کام کرنا چاہیں تو ان کو سہولتیں اور رعایتیں بھی دی جائیں۔

میاں صاحب! یہ گزارشات آپ سے اس لیے کی جارہی ہیں کہ آپ نے ہوش سنبھالتے ہی اپنے گھر اور خاندان میں ایسے کام ہوتے دیکھتے ہیں۔ حدیث مبارک ہے: ارحمہم من فی الارض یرحمکم من فی السماء۔ کرو مہربانی تم اہل زمین پر خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

جعل سازی..... کانیا چہرہ:

ہمارے ہاں جمہوریت کے ویسے تو سارے رنگ ہی نرالے ہیں لیکن خادمان ملک و ملت یعنی MPA اور MNA حضرات کی جعلی ڈگریوں کے انکشاف سے تو عجیب ہی سماں بندھ گیا ہے۔ کہ ہر روز کسی MPA اور کسی MNA کی ڈگری عدالت عظمیٰ میں جعلی ثابت ہو جاتی ہے۔ قوم کے کچھ ”خادم“ تو شرافت سے استعفیٰ دے دیتے ہیں اور کچھ ڈٹ جانے کی کوشش کرتے ہیں، اس فعل میں پاکستان کی دو بڑی سیاسی جماعتیں ایک سے ایک بڑھ کر کارکردگی رکھتی ہیں۔ پھر اس میں یہ افسوس ناک اضافہ بھی کر لیں کہ ان دو بڑی جماعتوں کی قیادت انہی جعل سازوں کو دوبارہ ٹکٹ ہی نہیں دیتی بلکہ ڈھٹائی سے ان کو کامیاب بھی کر داتی ہیں۔ جعل سازوں کی حمایت پر کسی لیڈر کی جبین پر نہ کوئی شکن آتی ہے اور ان نہ ہی کسی کی پیشانی پر ندامت کے چند قطرے نمودار ہوتے ہیں بلکہ ماضی کے دیگر مجرموں کے بڑے بڑے جرائم سے انماض کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے۔ شریعت کے ہاں جعل سازی ایک بہت بڑی خیانت ہے اور قرآن حکیم میں ہے جس نے جو خیانت کی ہوگی وہ اس خیانت سمیت بارگاہ الہی میں پیش ہوگا۔ تصور کیجئے جن ممبران اسمبلی نے ابتدا ہی خیانت سے کی ہوگی ان سے خیر کی امید کیا ہو سکتی ہے۔ وہ اور ان کے لیڈر عرصہ جعل سازی کے مفادات و مراعات کا ذکر تک نہیں کرتے بلکہ یہ لیڈران جعل سازوں کے حلقہ انتخاب میں جا کر جب ان کے لیے ووٹ مانگتے اور ان کی کامیابی کے لیے کوشش کرتے ہیں تو ان جعل سازوں کی یہ عملاً جمع..... حوصلہ بڑھانے..... کے ہم معنی ہو جاتی ہے جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ پارٹی لیڈروں کے نزدیک امانت، دیانت، محنت اور ملک و ملت سے محبت ثانوی چیز ہے اصل چیز لیڈروں کی ذاتی وفاداری ہے جسے پنا چاہے وہی سہاگن ہو۔ یہ تسلیم کرنا مشکل ہے کہ جعل سازوں کی جعل سازی کی پاکستان کے کسی محکمہ یا کسی ایجنسی کو خبر نہ ہوتی ہوتا ہم کثرت ”اشغال“ سے یہ ممکن بھی ہو سکتا ہے لیکن جب حریف میدان میں ان کو لے آئے تو اس وقت جعل سازوں کو پارٹی لیڈر اپنے دامن عافیت کی پناہ میں لے لیتے ہیں۔

درس قرآن

سورة البقرة

(۱۷۲ ۱۷۷)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔“

..... اردو ترجمہ

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ م: ۱۲۳۰ھ

..... تعلیقات بر احسن الفوائد

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجپانی رحمۃ اللہ علیہ م: ۱۴۰۷ھ

مولانا عارف محمد اللہ علی رحمۃ اللہ علیہ م: ۱۳۳۰ھ
مولانا عبدالحق صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ م: ۱۳۳۸ھ
..... حواشی

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (۱۷۲) اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ

اے ایمان والو! ستھری چیزیں کھاؤ جو ہم نے تم کو روزی دی اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اسی کے بندے ہو۔ یہی تم پر حرام کیا ہے مردہ،

وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ

خون، سورکا گوشت (۱) اور جس پر اللہ کے سوا (کسی دوسرے) کا نام پکارا جائے (۲) پھر جو کوئی پھنسا ہو (لیکن) نہ بے حکمی (بغاوت) اور نہ زیادتی کرتا ہو

فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۱۷۳) اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ

تو اس پر گناہ نہیں تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ۱ جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ اللہ نے کتاب نازل کی اور اس پر تھوڑا مول لیتے ہیں

اُولٰٓئِكَ مَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يَكْلِمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۱۷۴)

وہ اپنے پیٹ میں نہیں کھاتے مگر آگ، اور اللہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا اور نہ ان کو سنوارے گا اور ان کو دکھ کی مار ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوْا الصَّلٰةَ بِالْهٰدِي وَالْعَذَابِ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا اَصْبَرَهُمْ عَلٰی النَّارِ (۱۷۵)

وہی ہیں جنہوں نے گمراہی خرید کی راہ کے بدلے مار، سوان کو آگ کی کیا سہار ہے (کیا آگ پر صبر کرتے ہیں)۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ط وَاِنَّ الَّذِيْنَ اٰخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍ ۭ بُعِيْدٌ (۱۷۶)

یہ اس واسطے کہ اللہ نے سچی کتاب اتاری، اور جنہوں نے کتاب میں کئی راہیں نکالیں وہ ضد میں دور پڑے ہیں۔ (۳) ۲

لَيْسَ الْبِرُّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ

نیکی یہی نہیں کہ اپنے مونہہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو، لیکن نیکی وہ ہے جو کوئی ایمان لائے اللہ پر، پچھلے (آخرت کے) دن پر، فرشتوں پر،

وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيِّنَ ۚ وَ اٰتٰى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهِ ذَوٰی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ

کتاب اور نبیوں پر اور اس کی محبت پر مال دے ناطے (رشتے) والوں کو، یتیموں کو، محتاجوں کو، راہ کے مسافر کو، مانگنے والوں کو

وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتٰى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ

اور گردنیں چھڑانے میں اور نماز کھڑی رکھے، زکوٰۃ دیا کرے اور اپنے قرار کو پورا کرنے والے جب قول (معاہدہ) کریں

اور ٹھہرنے والے سختی میں، تکلیف میں اور لڑائی کے وقت، وہی لوگ (ہیں) جو سچے ہوئے ہیں اور وہی بچاؤ میں آئے۔ (۴)

احسن الفوائد

۱: یعنی مواشی میں صرف اتنی ہی چیزیں حرام ہیں، سو جب آدمی بھوک سے مرنے لگے تو یہ بھی معاف ہیں بشرطیکہ بے انصافی نہ کرے۔ یعنی اضطرار کی نوبت نہیں پہنچی اور کھانے لگے۔ زیادتی بھی نہ کرے، یعنی صرف بقدر ضرورت کھائے۔ [موضح]

گزشتہ آیت میں فرمایا کہ جو کچھ ہم نے دیا ہے وہ کھاؤ اور شکر کرو، اور اس آیت میں رزق حرام سے منع فرمادیا۔

یہاں مردار کا لفظ فرمایا، جب کہ سورہ مائدہ میں مردار کی تفصیل ذکر فرمائی ہے: جانور خواہ اپنی موت سے مرے، یا گلا گھونٹے، یا لاٹھی وغیرہ کے مارنے، یا اوپر سے گر پڑنے، یا ایک جانور کے دوسرے جانور کو سینگ مارنے، یا کسی درندے جانور کے کھا جانے سے مرا ہو، ان تمام صورتوں میں وہ جانور مردار ہی شمار ہوگا۔ اس کی مزید تفصیل سورہ مائدہ میں آئے گی۔

☆..... قرآن شریف میں تو مردار اور خون کو مطلق طور پر حرام فرمایا ہے مگر حدیث شریف میں اس کی صراحت ہے کہ مردار میں سے دو مردار: مچھلی اور ٹڈی، جب کہ خون میں سے دو خون: کبھی اور تلی حلال ہیں۔ [مسند احمد بن حنبل، ابن ماجہ، مستدرک حاکم اور دارقطنی میں حضرت عبداللہ بن عمرو سے یہ روایت آئی ہے]

☆..... اس آیت میں لہو کا مطلق ذکر کیا ہے، مگر سورہ انعام میں اس کی صراحت فرمادی ہے: وہ لہو حرام ہے جو ذبح کے وقت رگوں میں سے نکل کر بہتا ہے۔ صحیح حدیثوں میں صاف آچکا ہے کہ گوشت میں جو خون مل جاتا ہے وہ حلال ہے۔

☆..... ما اھل بہ لغیر اللہ سے یہ مراد ہے کہ کسی جانور کے ذبح کے وقت اللہ کے علاوہ اور کسی کا نام لے کر اس کو ذبح کیا جائے، جس طرح مشرکین مکہ بتوں کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے۔

مطلب یہ ہے کہ جانور کے ذبح کے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام لے کر اسے ذبح کیا جائے جس طرح مشرکین بتوں کے نام لے کر جانور ذبح کرتے تھے، یا ذبح سے پہلے اللہ کے سوا کسی اور شخص کی تعظیم کی غرض سے کسی جانور کو اس شخص کے نام کا ٹھہرا کر ذبح کیا جائے اور ذبح کے وقت اللہ کا نام بطور عادت اور رسم کے لیا جائے، یہ سب حرام ہے۔

صحابہ اور تابعین نے اس آیت کی تفسیر اسی طرح سمجھی ہے جیسے اوپر بیان ہوا ہے، اسی طرح صحابہ اور تابعین نے فتوے بھی دیئے ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی شخص نے مسئلہ پوچھا کہ عجمی لوگ اپنی عیدوں میں جو جانور ذبح کرتے ہیں اور ان جانوروں کا گوشت مسلمانوں کو تحفہ کے طور پر بھیجتے ہیں وہ گوشت کھانا چاہیے یا نہیں؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نہیں۔

ایک عورت نے اپنی گڑیا کا بیاہ کیا اور اس بیاہ میں کچھ جانور ذبح کیے، ایک شخص نے حضرت حسن بصری سے اس گوشت کی بابت مسئلہ پوچھا تو حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ یہ بت کا ذبیحہ کہلائے گا، اس کا گوشت حرام ہے۔

اہل کتاب کے ذبیحہ کا ذکر اور اس میں علماء کا جو کچھ اختلاف ہے اس کا تفصیلی ذکر سورہ مائدہ میں آئے گا۔ لیکن حاصل کلام اس بارہ میں حضرت علی کا یہ فتویٰ ہے:

اگر معلوم ہو جائے کہ کسی اہل کتاب نے اللہ کے نام کے سوا مثلاً مسیح کے نام پر جانور کو ذبح کیا ہے، تو اس آیت کے مطابق حرام ہے۔ اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ اہل کتاب نے کس نام سے یہ جانور ذبح کیا ہے تو وہ گوشت مسلمان کو اس آیت ﴿و طعام الذین اتوا الکتاب حل لکم﴾ کے مطابق جائز ہے۔

یہاں تک اہل کتاب کے ذبیحہ کا تذکرہ تھا، مگر جب معلوم ہو چکا ہے کہ آج کل اہل کتاب گلا گھونٹے ہوئے جانور کا گوشت کھاتے ہیں تو منخنقہ کی صاف حرمت سورہ مائدہ میں مذکور ہونے کی وجہ سے وہ

گوشت قطعی حرام ہے۔

②: (..... یہود نے اپنی کتاب میں سے پیغمبر آخر الزمان کی صفت غرض دنیا کے واسطے چھپا ڈالی تھی اور کئی ایک آیتوں کے معنی بدل ڈالے تھے۔ [موضح] حنیف رحمہ اللہ)

احادیث التفسیر

(ف۱): گوشت کے ذکر کی غرض یہ نہیں کہ فقط گوشت ہی حرام ہے، اُس کی باقی چیزیں حلال ہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ اس جگہ چوں کہ کھانے کی چیزوں کا تذکرہ ہے اس لیے گوشت کا لفظ آیا ہے، ورنہ اُس کے بال، کھال اور ہڈی وغیرہ سب کچھ حرام ہے۔

(ف۲): اہل لغیر اللہ بہ کے یہ معنی ہیں کہ اُس پر اللہ کے سوا کا نام پکارا گیا۔

بعض مفسرین نے جو یہ قید لگائی ہے کہ جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ اکبر کی جگہ غیر اللہ کا نام لیا جائے گا تب حرام ہوگا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اُس وقت کے مشرک جس کی نذر کرتے تھے ذبح کے وقت اُسی کا نام لیتے تھے۔ ورنہ قرآن مجید میں عند الذبح کی قید نہیں ہے۔

لغت میں اہلال کے معنی کئی موقع پر آواز بلند کرنے کے ہیں، مثلاً:

لبیک کی آواز کو بھی اہلال کہتے ہیں۔

چاند کو دیکھ کر تکبیر کی آواز بلند کرنی۔

بچہ کا پیدا ہونے کے وقت رونا وغیرہ۔

جانور کے ذبح کرتے وقت کی تکبیر یا کسی غیر کا نام لینے کے معنی کسی اہل لغت نے اہلال نہیں لکھے۔

سو جب کسی جانور پر کسی کا نام رکھ دیا کہ یہ فلا نے کی نیاز ہے تو وہ ما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل ہو چکا۔ اب ذبح کے وقت خواہ اُسی کے نام سے ذبح کریں خواہ بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر ذبح کریں۔ کیوں کہ بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنا ایک سنت طریقہ ہے۔ یہ نہیں ہے کہ اس کہنے سے حرام بھی حلال ہو جائے۔ اگر ایسا ہو تو پھر جس حرام کو چاہیں بسم اللہ کہہ کر حلال کر لیا کریں، مگر کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔

حسن بصری سے پوچھا گیا کہ ایک عورت نے اپنے کھیل تماشے کے لیے ایک شادی منعقد کی تھی، اُس میں ایک اونٹ حلال کیا ہے۔ حسن بصری نے کہا اُس کو نہ کھاؤ! وہ تو بت کے لیے ذبح ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ عجم کے لوگ اپنے تہواروں میں جانور ذبح کرتے ہیں اُس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: جو جانور اُس دن کے لیے ذبح ہوا اُس کو نہ کھاؤ۔

فتح البیان میں ہے: جو قبروں وغیرہ پر ذبح ہوا کرتے ہیں اس میں اور بتوں کے واسطے ذبح ہونے میں کچھ فرق نہیں۔

ترجمان القرآن میں ہے: یہ آیت عام ہے ذبح لغیر اللہ اور سب قسم کی نذروں کو شامل ہے۔ لہذا جس چیز پر غیر اللہ کا نام لگے گا وہ چیز حرام ہو جائے گی۔ کھانے کی ہے تو اُس کا کھانا، پہننے کی ہے تو اس کا پہننا اگر کسی دوسرے استعمال کی ہے تو وہ استعمال حرام ہوگا۔

[لاہوری وغیرہ]

اس آیت میں یہ جو فرمایا کہ یہی حرام کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کے سوا اور کوئی چیز حرام نہ ہو، بلکہ یہ صرف اُن لوگوں کے رد میں بیان ہوا ہے جنہوں نے اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام ٹھہرا لیا اور کسی چیز کو حلال سمجھ لیا۔ چنانچہ مطلب یہ ہوا کہ صرف اللہ پاک کے حکم سے حلال اور حرام ہوتا ہے۔

(ف۳): رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو اسلام کی رغبت دلائی اور دوزخ سے بہت ڈرایا تو یہودیوں میں سے رافع بن حرمہ اور مالک بن عوف نے کہا کہ ہم اپنے بزرگوں کے طریقے کی پیروی کرتے ہیں، وہ بہت عقل اور علم والے تھے۔

اُن کے بارے میں اور اُن کے جن عالموں نے اس خوف سے رسول اللہ ﷺ کی صفت کو کچھ چھپا لیا اور کچھ کو بدل ڈالا کہ ہماری بزرگی اور جاگیریں جاتی رہیں گی اُن کے بارے میں یہ آیتیں ان الذین یکتُمون سے شقاق بعید تک نازل ہوئی ہیں۔

(ف۴): یہود مغرب کی طرف کو نماز پڑھتے تھے، نصاریٰ مشرق کی طرف کو، اس پر آیت ﴿لَیْسَ الْبِرُّ﴾ نازل ہوئی۔ یعنی اللہ

جیسے دکھتی ناک والا اونٹ، کہ اُس کی رسی پکڑ کر جس طرف کو
کھینچو یا چلاؤ اُسی طرف کو چلنے لگتا ہے۔“



تقریب بخاری شریف و محفل قرآن کریم

مرکز التوحید، چوک چور ہڈ ڈیرہ غازی خان کی ۳۶ ویں سالانہ
تقریب بخاری شریف و محفل قرآن ۱۴ شعبان ۱۴۳۱ھ کو منعقد ہوگی۔
زیر صدارت: حافظ ڈاکٹر عبدالکریم صاحب، ناظم اعلیٰ مرکز یہ
زیر سرپرستی: قاری عبدالوکیل صدیقی صاحب
مقررین: شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق الاثری صاحب، ڈاکٹر
حافظ عبدالرشید اظہر صاحب، قاری عبدالحفیظ فیصل آباد، سید سبطین شاہ
نفوی، مولانا منظور احمد و دیگر علمائے کرام خطاب کریں گے۔
[قاری عبدالرحیم کلیم، مدیر مرکز التوحید، ڈی جی خان]

تعالیٰ نے فرمایا کہ صرف نماز پڑھنے سے نیکی حاصل نہیں ہو جاتی بلکہ
سب احکام، مجالس تب نیکی مقبولیت حاصل کر سکے گی۔

مجاہد اور سدی نے کہا جب بیت المقدس کی طرف کا قبلہ موقوف
ہوا اور خانہ کعبہ قبلہ مقرر ہوا تو یہ بات اہل کتاب کو اور بعض کمزور ایمان
والوں کو ناگوار معلوم ہوئی۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ حکم اور شریعت
کو بدلنے کے وقت کھرے اور کھولے کا امتحان ہوتا ہے۔ چنانچہ سچا وہ
ہے کہ جس وقت جو حکم آئے خوشی سے بے حجت و تکرار اُس کو بجالائے۔
عرباض بن ساریہ سے مرفوعاً روایت ہے:

((علیکم بالطاعة وان کان عبدا حبشیا فانما

المؤمن کالجمل الانف حیثما قید انقاد))

یعنی ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لازم ہے تم کو شریعت کا حکم،
جب سنو فوراً قبول کر لو۔ اگرچہ وہ حکم سنانے والا حبشی غلام
ہو! کیوں کہ مومن وہی ہے جو شریعت کے حکم کے سامنے ایسا ہو

مضمون ”قادیانیت کی گمراہیاں“ میں کمپوزنگ کی غلطیاں

صفحہ نمبر	کالم نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱۹	۱	۴	”جانتے“	”مانتے“
		۱۴	”۲۰“	اسے حذف کر دیں یہ حوالے حواشی والے کا نشان تھا۔
			تقریب التہذیب (۲۲۹/۲) یہ حوالہ سطر نمبر ۱۵ کے بعد ”جب کہ اس روایت کا دوسرا حصہ“ سے پہلے لکھیں۔	
		۲۱	کتاب البدیہ	کتاب البریہ
۱۹	۲	۹	علی حنفی	علی متقی
		۱۹	الصلانی	الصوفی
۲۰	۱	۲	الرومانی	الرویانی
۲۰	۲	۴	ابوشبیر	ابوشیبہ
۲۶	مکتوب نمبر ۱	۶	مدرسہ سعدیہ	مدرسہ سعودیہ پڑھا جائے

توفیق الباری

”ادب المفرد“ للبخاری کا اردو ترجمہ مع تشریحات و فوائد

از حضرت نواب سید صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ

تسہیل: حافظ محمد اشرف سعید (نیوکروٹ شالامار باغ۔ لاہور)

آتی ہوں ہر قسم کے شر سے دنیا میں اور آخرت میں بھی جس کو میں جانتی اور جس کو نہیں جانتی میں تجھ سے جنت کا سوال کرتی ہوں اور اس چیز کا جو جنت کے قریب کر دے قول و عمل سے اور تیری پناہ میں آتی ہوں جہنم سے اور پناہ میں آتی ہوں جہنم سے قریب کرنے والے قول و عمل سے اور تجھ سے ان تمام باتوں کا سوال کرتی ہوں جو محمد ﷺ نے تجھ سے مانگا اور تمام باتوں سے تیری پناہ میں آتی ہوں جن سے محمد ﷺ نے پناہ مانگی ہے جو بھی کوئی فیصلہ آپ میرے حق میں فرمائیں اس کا نتیجہ انجام اچھا ہو۔“

فائدہ: اس کی جامعیت و جملیت گویا حضرت رسالت ﷺ نے فرمادی ہے، کوئی خیر و شر باقی نہیں رہا جو کہ اس سوال و استعاذہ کے نتیجے میں نہیں آگیا۔

باب: الصلوة علی النبی ﷺ

نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ درود پڑھنے کا بیان

۶۵۵۔ عن أبی سعید الخدری، عن النبی ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ صَدَقَةٌ فَلْيَقُلْ فِي دُعَائِهِ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، وَصَلِّ عَلٰی الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ، فَإِنَّهَا لَهُ زَكَاةٌ))

[ضعيف الاسناد]

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ رسول

۶۵۴۔ عن عائشة رضي الله عنها قالت: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَصَلِّيُ وَلَهُ حَاجَةٌ فَأَبْطَأْتُ عَلَيْهِ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ، عَلَيْكَ بِجُمْلِ الدُّعَاءِ وَجَوَامِعِهِ)) فَلَمَّا أَنْصَرَفْتُ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا جُمْلُ الدُّعَاءِ وَجَوَامِعُهُ؟ قَالَ: ((قُولِي: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ، عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَأَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَسْأَلُكَ مِمَّا سَأَلُكَ بِهِ مُحَمَّدٌ، وَأَعُوذُ بِكَ مِمَّا تَعُوذُ مِنْهُ مُحَمَّدٌ، وَمَا قَضَيْتَ لِي مِنْ قَضَاءٍ فَأَجْعَلْ عَاقِبَتَهُ رَشَدًا))

[صحیح]

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے میں اس وقت نماز پڑھ رہی تھی آپ کو کوئی کام تھا میں نے کچھ دیر لگا دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! مکمل اور جامع دعا کیا کرو جب میں نماز سے فارغ ہو کر آئی تو میں نے عرض کیا مکمل اور جامع دعا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اس طرح دعا کیا کرو۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتی ہوں ہر قسم کی بھلائی کا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی جس کو میں جانتی ہوں اور جس کو میں نہیں جانتی اور میں تیری پناہ میں

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کسی مسلمان مرد کے پاس صدقہ کرنے کی کوئی چیز نہ ہو وہ اپنی دعائیں یوں کہے اللہ! اپنے بندے اور اپنے رسول ﷺ پر رحمت بھیج اور مومنین اور مومنات اور مسلمین اور مسلمات پر بھی اپنی رحمت بھیج یہ درود اس کے لیے بمنزلہ زکوٰۃ کے ہے۔“

فائلا: اس جملہ سے کہنے والے کو مال کے صدقہ کے برابر اجر ملتا ہے، یہ اللہ کی وسعت رحمت کی ایک نشانی ہے۔

۶۵۶۔ عن أبي هريرة، عن النبي ﷺ قال: ((مَنْ قَالَ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ، وَتَرَحَّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ، شَهِدْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالشَّهَادَةِ، وَشَفَعْتُ لَهُ)) [ضعيف الإسناد]

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروغ روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے یہ کلمات کہے اے اللہ رحمت نازل فرما، محمد ﷺ پر اور آل محمد ﷺ پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آل محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر۔ اے اللہ! رحمت بھیج محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر جیسے کہ رحمت فرمائی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر تو میں اس کے لیے قیامت کے دن شہادت دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔“

۶۵۷۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَتَبَرَّزُ فَلَمْ يَجِدْ أَحَدًا يَتَّبِعُهُ، فَخَرَجَ عَمْرٌ فَاتَّبَعَهُ بِفَخَّارَةٍ أَوْ مِطْهَرَةٍ، فَوَجَدَهُ سَاجِدًا فِي مَسْرَبٍ، فَتَنَحَّى فَجَلَسَ وَرَاءَهُ حَتَّى رَفَعَ النَّبِيُّ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((أَحْسَنْتَ يَا عَمْرُ حِينَ وَجَدْتَنِي سَاجِدًا فَتَنَحَّيْتَ عَنِّي، لِمَنْ

جبریل جاءني فقال: مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا، وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ)) [حسن]

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک دن قضائے حاجت کے لیے باہر نکلے کسی کو نہ پایا آپ کے ساتھ جاتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے لوٹے میں پانی اور ڈھیلا لے کر گئے آپ کو چراگاہ میں سجدہ کی حالت میں پایا حضرت عمر وہاں سے ہٹ کر تھوڑی دور بیٹھ گئے رسول اللہ ﷺ نے سجدہ سے سر اٹھایا تو کہا اے عمر تم نے اچھا کیا جب مجھے سجدے میں پایا تو ایک طرف ہٹ گئے جبرائیل میرے پاس آئے تھے اور فرمایا کہ جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس کے دس درجے بلند فرمائے گا۔“

۶۵۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا، وَحَطَّ عَنْهُ عَشْرَ خَطِيئَاتٍ)) [صحيح]

”انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروغ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اور اس کے دس گناہوں کو معاف کرے گا۔“

فائلا: درود شریف کے فضائل لا تعداد بے شمار ہیں، ہم نے اپنے بعض رسائل میں ان کی کچھ تعداد لکھی ہے۔ مسنون درود شریف تقریباً تیس دعائیہ الفاظ پر مشتمل ہیں۔ بہترین درود وہ ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ حالت نماز کے علاوہ سلام زیادہ کرنا چاہیے ویسے جو درود بھی صحیح سند سے ثابت ہو وہ کافی و شافی ہے۔

اللهم صلي على سيدنا محمد النبي الامي وعلى آله وسلم درود میں صلوٰۃ کے ہمراہ لفظ سلام اور لفظ آل کا ہونا ضروری ہے ورنہ درود پڑھنے والا حکم کی اتباع سے دور ہے۔



نماز کی عظمت

مولانا عبدالصمد صاحب

کے ساتھ دیا گیا۔ یہاں نماز کے ساتھ کسی دوسرے عمل کا ذکر نہ کرتے ہوئے تمام عبادتوں میں سے تنہا نماز کا ذکر کیا گیا۔ یہ امر قابل غور ہے کہ اس قدر اہمیت کے ساتھ صرف نماز کا حکم کیوں دیا گیا؟

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز ایک ایسی جامع عبادت ہے جو دیگر سب طاعتوں کو بجالانے اور سب گناہوں سے بچانے کی کامل صلاحیت اپنے اندر رکھتی ہے۔ یہی نہیں، بلکہ نماز بذاتہا معنوی لحاظ سے جملہ عبادتوں پر حاوی ہے۔ نماز کا تعلق نمازی کی ذات کے علاوہ، اللہ، رسول ﷺ اور کل اہل ایمان کے ساتھ ہوتا ہے۔ نماز میں دل، زبان اور اعضاء سے سرزد ہونے والے قسم قسم کے اعمال موجود ہیں، جو کسی دوسری واحد عبادت میں نہیں پائے جاتے۔ زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ کل عبادتیں کسی نہ کسی عذر سے ٹل سکتی ہیں، مگر ایک نماز ہے جو بندے سے جب تک کہ اس کی عقل و حواس درست ہیں کسی حالت میں نہیں ہٹتی۔ چاہے کھڑے ہو، بیٹھ کر، لیٹ کر، سواری پر، چلتے ہوئے، یا محض اشارے سے۔ ایمان و معرفت کے بعد سب سے افضل عبادت نماز ہے، بلکہ ایمان و معرفت، عہد الہی اور مناجات ربانی کی بار بار تجدید کرنا نماز کا مقصود و عظم ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب رسول مقبول ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب سے افضل کون سا عمل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز وقت پر ادا کرنا۔“ اور اسی لیے حدیث میں نماز کو ”ستون اسلام“ کہا گیا ہے۔ گویا اسلام کی عمارت نماز پر اس طرح قائم رہتی ہے جس طرح خیمہ اپنے ستون پر، اگر ستون گر پڑے تو خیمہ ہرگز کھڑا نہیں رہ سکتا۔ اور اسی بنا پر حدیث شریف میں آتا ہے کہ بندے کے اعمال میں سب سے پہلی چیز جس کا قیامت کے روز محاسبہ ہوگا اس کی نماز ہے۔ اگر نماز قبول ہوئی، تو

سب تعریف اللہ کے لیے ہے، جس نے نماز کو ایمان والوں کے لیے جسم کی صحت، روح کی غذا، دل کا نور، آنکھ کی ٹھنڈک، جالب نعمت، دافع نعمت، حل مشکل، پناہ گاہ مصائب، مکفر ذنوب، مطہر قلوب، مقرب از رحمان، معبد از شیطان بنایا، اور درود اور سلام اس کے پاک رسول ﷺ پر جنہوں نے فرمایا:

”میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں بنائی گئی۔“

شہنشاہ اعمال:

اما بعد! سورہ عنکبوت میں حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ اَتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ ط ﴾

یعنی ”اے نبی ﷺ! تلاوت کرو تم کتاب کی جو تمہاری طرف وحی کی گئی اور قائم رکھو نماز کو۔“ [العنکبوت: ۴۵]

اس آیت عظیمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو، اور ان کے ذریعے تمام ایمان والوں کو، حکم دیا کہ وہ کتاب اللہ کی تلاوت کریں، اور نماز کو قائم رکھیں۔

یہاں تلاوت کرنے کا لفظ عام اور مطلق ہے، جس میں تلاوت لفظی اور تلاوت حقیقی دونوں شامل ہیں۔ کلام اللہ کی کامل تلاوت یہی ہے۔ یعنی لفظوں کی تلاوت کے ساتھ معنی کی بھی تلاوت یا اتباع کرنا۔ تلاوت کا اصلی مقصد قرآن کی اتباع کرنا ہے۔ یعنی اس کی خبروں کو سچ ماننا، اس کے حکموں کو بجالانا، اس کے نواہی سے باز رہنا، اور اس کو غمومہ بنا کر اس کے پیچھے چلنا۔

تلاوت کتاب کے بعد اقامت صلوٰۃ کا حکم دیا۔ اگرچہ حقیقی تلاوت کتاب میں تمام طاعتوں کا بجالانا اور تمام منہیات سے بچنا آ گیا تھا، جس میں نماز کی ادائیگی بھی شامل ہے۔ تاہم نماز کا حکم بھی خصوصیت

مناجات کرواتی ہے کہ گویا وہ اس دنیا و مافیہا سے صاف نکل کر اللہ کے سامنے بالکل دوباہ و جا کھڑا ہو گیا ہے۔

یہ ہے نماز کی شان آمریت جس کے ساتھ ایک سچا نمازی ہمیشہ جھکتا اور اس کی اطاعت بجا لاتا رہتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ فلاں شخص بہت کثرت سے نماز پڑھتا ہے۔ کہا: ”نماز اسی کو نفع دیتی ہے جو اس کی اطاعت کرے۔“

نماز کی اطاعت کرنا یہ ہے کہ اُس کو جملہ شرائط، آداب و لوازم، پابندی و حفاظت، احترام کے ساتھ ادا کیا جائے۔

یہی معنی ہیں نماز کی حفاظت کرنے کے جس کا حکم قرآن میں آتا ہے اور نماز کی محافظت کرنے۔ والوں کی تعریف آتی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عمال (گورزوں) کو لکھا کرتے تھے:

”تمہارا سب سے اہم کارنامہ میرے نزدیک نماز ہے، جس کسی نے نماز کی حفاظت کی اس نے سارے دین کی حفاظت کی، اور جس نے نماز کو ضائع کیا وہ ہر دوسری شے کو ضرور ضائع کرے گا۔“

اگر ہم اللہ کی نماز کی حفاظت کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے دین و دنیا کی حفاظت فرمائے گا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”تو اللہ (کے احکام) کی حفاظت کر اللہ تیری حفاظت کرے گا۔“ اس کے برعکس اگر ہم نماز کی حفاظت نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ہمیں چھوڑ دے گا۔

لہذا جو شخص نماز کو کما حقہ ادا کر کے اس کی اطاعت کرے گا۔ اس کی نماز اس کو ضرور بے حیائی اور برے کاموں سے روک دے گی، اور جو نماز کے حقوق و واجبات کو پورا نہیں کرے گا وہ اپنی ناقص نماز کے باعث اللہ تعالیٰ سے بجائے قریب ہونے کے اور دور ہو جائے گا۔ حدیث میں آتا ہے:

”جس شخص کی نماز اس کو بے حیائی اور برائی سے نہیں روکتی، وہ اپنی نماز کے باعث اللہ سے بعید تر ہو جاتا ہے۔“

دوسرے اعمال قبول ہوں گے۔ اگر نماز قبول نہ ہوئی تو دوسرے اعمال بھی قبول نہ ہوں گے۔

البتہ نماز کا یہ درجہ اُس صورت میں ہے جب کہ نماز کے ظاہری و باطنی حقوق و شرائط سب پوری طرح ادا کیے جائیں۔ مثلاً اوقات کی پابندی، وضو و طہارت کی تکمیل، جمعہ اور جماعت کی حفاظت، قیام و قعود، رکوع و سجود وغیرہ ارکان کی کامل ادائیگی، اخلاص نیت و اتباع سنت، خشوع و خضوع اور اطمینان کا لحاظ، اذکار و تلاوت کا سمجھ کر پڑھنا وغیرہ، یہی نماز کا قائم کرنا ہے۔ اور اسی لیے حکم ملا کہ ”نماز کو قائم کرو۔“ یہ نہیں کہا کہ نماز پڑھو۔

نماز کی اطاعت و حفاظت:

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ط وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ط﴾ [العنکبوت: ۴۵]

یعنی ”بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری بات سے، اور البتہ اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے۔“

اس میں اس امر کی وضاحت کی گئی، کہ نماز کا خاصہ ہے کہ وہ نمازی کو ہر گناہ و معصیت کے کام سے روکتی ہے۔

کیا نماز فی الحقیقت نمازی کو روکتی اور حکم کرتی ہے؟ سورہ ہود میں آتا ہے:

﴿قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَوْتُكَ تَأْمُرُكَ﴾ [ہود: ۸۷]

یعنی ”شعیب علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا کہ اے شعیب علیہ السلام! کیا تیری نماز تجھے حکم کرتی ہے؟“

حضرت سفیان رحمہ اللہ اس آیت پر فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ کی قسم! نماز البتہ ضرور حکم کرتی اور روکتی ہے۔

نماز کی حکومت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے، کہ وہ نمازی کو ہر روز پانچ مرتبہ گناہ کا کیا ذکر، ہر لغو اور بیہودہ بات، بلکہ ہر مباح و جائز کام، ہر عزیز دوست، اور ہر دنیوی کاروبار سے چھڑا کر اللہ تعالیٰ کی ہمہ گیر کبریائی و عظمت یاد دلاتی، اور اس کے دربار میں جا کر اس طرح

وہ نماز کی حقیقت و اہمیت کو نہیں پہچانتے، اور نماز کے بارے میں ناقص رائے قائم کر کے اس کی دانستہ تحقیر کرتے ہیں۔

”بے شک اسلام ایک مکمل نظام کا نام ہے۔ اگر جزوِ اعظم حاصل ہوگا تو جزوِ اصغر بدرجہ اولیٰ حاصل ہوگا۔ اگر جزوِ اعظم ضائع ہوگا، تو جزوِ اصغر بھی بدرجہ اولیٰ ضائع ہوگا۔“

نماز دراصل وہ شے ہے جس کی اصلاح سے مکمل دین کی اصلاح و تنظیم ممکن ہے۔ اور نماز کی اصلاح کے بغیر کوئی حقیقی اصلاح ممکن نہیں۔ قصور نماز تک محدود رہنا نہیں بلکہ نماز کو ضائع کرنا ہے۔ کاش کہ مسلمان صحیح نماز ہی سے اصلاح و تجدید کا کام شروع کرتے۔

سب سے اعلیٰ ذکر الہی:

پھر فرمایا: ﴿وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ﴾ یعنی ”اور البتہ اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ اس کو یاد کریں، بلکہ اس کو ہر دم یاد کیا کریں، اور کبھی نہ بھلائیں۔ اس کو یاد کرنے کے طریقوں میں سب سے اعلیٰ، سب سے جامع اور سب سے واجب طریقہ نماز ہے، نماز کا حکم دراصل اللہ کی یاد قائم کرنے کی غرض سے دیا گیا ہے۔ اسی لیے نماز کو سب سے افضل عمل کہا گیا ہے۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ سب سے افضل عمل کیا ہے؟ کہا:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے۔“ بلاشبہ جس طرح اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اسی طرح اس کی یاد بھی سب سے بڑی ہے۔

آیت عنکبوت میں نماز کے دو عظیم الشان مقاصد بتائے گئے، پہلا گناہ سے روکنا۔ دوسرا ذکر الہی۔ ان دونوں میں کون سا اعظم واہم ہے؟ یقیناً ذکر الہی وہ حقیقی مقصد ہے جس کے لیے نماز اصل میں فرض کی گئی۔ گناہ سے روکنا نماز کا ثانوی مقصد ہے، جو نماز کو ضمناً حاصل ہوتا ہے، اسی لیے ذکر الہی کو بڑا بلکہ سب سے بڑا بتلایا۔

اگر نماز میں سے سچا ذکر الہی نکال دیا جائے تو محض بے معنی حرکات جسمانی رہ جاتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل نفاق کی نماز کا ذکر کرتے

یہی وجہ ہے کہ بہت سے نمازی ایسے نظر آتے ہیں جو نماز پڑھنے کے باوجود بے حیائی اور برائی کے کام کیا کرتے ہیں۔ ان کی نماز ان کو ان چیزوں سے نہیں روکتی۔

لیکن ایسے لوگوں کو مایوس یا مشکوک ہو کر نماز چھوڑ دینے کی بجائے اپنی نماز کی اصلاح کرنی چاہیے۔ جوں جوں نماز درست ہوگی، منکرات بھی دور ہوتے جائیں گے۔ نماز ایک عظیم الشان کارنامہ ہے، جس میں آہستہ آہستہ کمال پیدا ہوتا ہے۔ جس طرح سات (۷) سال کے بچے کو نماز کا حکم کرنا ضروری ہے۔ مگر وہ نماز کے اسرار و محاسن کو یک بارگی نہیں سمجھ سکتا بلکہ بتدریج ہی واقف ہو سکتا ہے۔ اسی طرح بڑی عمر والے بھی اگر کوشش کریں تو اپنی نماز کو ہر وقت مفید سے مفید تر بنا سکتے ہیں صرف مسلسل مشق سے کمال حاصل ہوا کرتا ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے ذکر کیا کہ وہ رات میں نماز پڑھتا ہے اور دن میں چوری کرتا ہے۔ فرمایا:

”جو تو بتا رہا ہے وہی اسے عنقریب روک دے گا، یعنی اس کی نماز اس سے چوری کرنا چھڑا دے گی۔“

یہاں اکثر یہ شیطانی وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ جب میری نماز ناقص اور نکلے ہے، تو ایسی نماز سے سرے سے نماز نہ پڑھنا بہتر ہے اور جب تک کمال پیدا نہ ہو نماز پڑھنا بے کار ہے۔ یہ ایک خطرناک اور غلط خیال ہے۔ کیوں کہ نماز روح کی غذا ہے جس کے بغیر اس کا زندہ رہنا محال ہے۔ اگر عمدہ یا لذیذ غذا نہ ملے تو ہم کھانا پینا ترک نہیں کر دیتے۔ بلکہ گیہوں کے بجائے جوار باجرہ ہی کھا کر بسر کرتے ہیں۔ جب نماز کا وجود قائم رہے گا تو اسی میں کمال بھی پیدا ہو سکے گا۔

جوابِ قلم نماز میں عام مسلمانوں کی ابتری دیکھ کر بجائے اس کے کہ نماز کی اصلاح و تعظیم کی ترغیب دلاتے اکثر یہ کہہ دیتے ہیں کہ ”مسلمانوں نے دین صرف نمازیں پڑھنے کی حد تک محدود کر دیا ہے، صرف نمازیں پڑھنے سے کام نہیں چلے گا۔ دین ایک مکمل نظام ہے۔“

ہوئے فرمایا:

﴿وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ [النساء]

یعنی ”یہ لوگ (نماز میں) اللہ کو یاد نہیں کرتے، مگر کچھ یوں ہی سا۔“

اس اعتبار سے نماز ایک عظیم الشان مقصد ہے، جو بنفسہ مقصود بالذات ہے۔ نہ یہ کہ وہ محض ریاضت نفس کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ بعض فلاسفہ کا طحانہ خیال ہے، اور اسی لیے وہ نماز کو عوام الناس کے لیے غیر ضروری بلکہ ساقط قرار دیتے ہیں۔

لیکن ذکر الہی کیسا ہی اعلیٰ کیوں نہ ہو اگر دل سے ادا نہ ہو تو زیادہ سودمند نہ ہوگا۔ اور جب دل سے ادا ہوگا تو لامحالہ دل پر خشیت طاری ہوگی۔ جو تمام بھلائیوں کی جڑ ہے، اسی لیے ایمان والوں کی بڑی علامت یہ آئی ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ﴾

یعنی ”ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا نام آتا ہے تو ان کے

دل دہل جاتے ہیں۔“ [الانفال: ۲]

یہ ہیں آداب ذکر الہی۔ اور نماز میں بھی جو کہ سب سے بڑا ذکر الہی ہے۔ حتی الامکان یہی آداب ملحوظ رکھنے چاہئیں، اسی لیے نماز میں خشوع و خضوع کا ہونا ضروری ہے، بغیر اس کے نماز مردے کی مانند بے جان اور بے روح ہو جاتی ہے۔ خشوع کمال عاجزی اور کمال سکون سے حاصل ہوتا ہے، اس لیے جب نماز کو جائیں تو سکینت اور وقار کے ساتھ جائیں۔ نماز کو اطمینان اور سنجیدگی سے ادا کرنے کی تاکید آتی ہے۔ چنانچہ نماز کی ظاہری ادائیگی جتنی اہم اور ضروری ہے اس سے زیادہ اس کی باطنی ادائیگی ضروری ہے۔ اگرچہ اس وجہ سے ظاہری ادائیگی میں کمی نہ آنا چاہیے۔

علیٰ ہذا القیاس نماز میں جو تلاوت قرآن اور اذکار کیے جاتے ہیں، ان سب کو ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ کر پڑھنا چاہیے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

”بندے کی نماز میں سے نہیں لکھی جاتی (یعنی اس کے اعمال

نامے میں) مگر اس قدر جو وہ سمجھ کر پڑھے۔“

حدیث میں آتا ہے کہ

”بندہ نماز سے فارغ ہو چکتا ہے، مگر اس کی نماز میں سے نہیں

لکھی جاتی مگر آدھی، یا ایک تہائی، یا ایک چوتھائی۔“

اس طرح ایک عشر (دسویں حصے) تک گنوا یا۔ یہ اس لیے کہ اگر ہم نماز کو معنی اور مطلب سمجھ کر نہ پڑھیں گے، تو ایسی نماز کا ہم پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ نماز کے فوری ثمرات و فوائد سے بھی محروم رہیں گے۔ اور آخرت میں بھی اجر و ثواب مرتب نہ ہوگا۔ لہذا نماز کا پڑھنا ازاں ضروری ہے۔ مگر اسے سمجھ کر پڑھنا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔

﴿وَلْيَذْكُرُوا اللَّهَ أَكْبَرُ﴾ میں ایک دیگر نہایت پر لطف اور وجد آور نکتہ بھی ہے۔ وہ یہ کہ رب تعالیٰ کا تم کو یاد فرمانا، یہ چیز بہ نسبت تمہارے اللہ کو یاد کرنے کے کہیں بڑھ کر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾

یعنی ”پس تم مجھ کو یاد کرو۔ تو میں تم کو یاد کروں۔“

صحیحین کی ایک حدیث قدسی میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

”میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں، جب وہ مجھے یاد کرتا

ہے، اگر وہ مجھ کو اپنے جی میں یاد کرتا ہے، تو میں اس کو اپنے جی

میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ کو کسی جماعت میں یاد کرتا ہے، تو

میں اس کو اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔“

نماز میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے نمازیوں کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا شرف و عزت، لذت، سرور ہو سکتا ہے کہ ان کو خود رب تعالیٰ یاد فرماتا ہے۔

اللہ! اللہ!! فرش پر بسنے والے اس خاکی پتلے کا عرش بریں پر ذکر

ہو!!!



ہر مسلمان کی اقتداء میں نماز کا جواز

مولانا عبدالغفار حسن رحمہ اللہ (سابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان)

①..... قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ﴾ [البقرة: ۴۳]

یعنی ”نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو۔“

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”أمرهم أن يركعوا مع الراكعين من أمة محمد

يقول كونوا معهم ومنهم وكونوا مع المؤمنين

في أحسن أعمالهم ومن أخص ذلك وأكمله

الصلاة - [ج: ۱، ص: ۸۴، ۸۵]

یعنی ”ہر فرد جو حضرت محمد ﷺ کی امت میں شمار ہوتا ہے یعنی

مسلمان ہو اس کے ساتھ نماز ادا کرو، اور مومنوں کا ساتھ دو۔“

ظاہر ہے کہ اہل تقلید کو اسلام و ایمان کے دائرہ سے خارج نہیں کیا

جاسکتا اس لیے ان کی اقتداء میں نماز جائز ہے۔ اسی طرح جو تقلید کے

قائل نہیں ہیں ان کی اقتداء میں بھی نماز جائز ہے۔

تفسیر قرطبی میں مذکورہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اہل بدعت

کی اقتداء میں نماز کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ [ج: ۱، ص: ۳۵۶]

②..... امام بخاری نے ”الجامع الصحيح“ میں عنوان قائم

کیا ہے:

باب: اذا لم يتم الامام وأتم من خلفه -

یعنی ”باب اس بارے میں جب کہ امام نے نماز کو کامل طور پر ادا

نہیں کیا اور مقتدیوں نے کامل طور پر ادا کیا۔“ اس باب کے تحت حدیث

بیان کی گئی ہے:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ ﷺ

قال: ((يصلون لكم، فان اصابوا فلكم، وان

اخطأوا فلكم وعليهم)) [صحيح بخاری،

كتاب الصلاة، باب ”اذا لم يتم الامام“، ج: ۲،

ص: ۱۱۷، طبع الفجالة الجديدة مصر، القاهرة]

یعنی ”لوگ تمہیں نماز پڑھائیں گے، اگر انہوں نے صحیح طریقہ

پر نماز ادا کی تو تمہارے لیے اجر ہے، اور اگر غلطی کی تو تمہارے

لیے اجر ہے اور ان پر وبال ہے۔“

یعنی اگر امام رکوع، سجود مکمل طور پر ادا نہیں کرتا، مثلاً رفع الیدین

ترک کر دیتا ہے، یا جلسہ استراحت چھوڑ دیتا ہے یا کوئی اور غلطی کرتا ہے

تو اس سے مقتدیوں کی نماز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا مقتدیوں کی نماز اپنی

جگہ درست ہوگی۔

اس حدیث سے صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ امام کی غلطی اور

خطا کاری سے مقتدیوں کی نماز فاسد نہ ہوگی۔

یعنی اس حدیث میں ان لوگوں کا رد ہے جو اس بات کے قائل ہیں

کہ امام کی نماز کے فاسد ہونے سے مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جاتی

ہے۔ بلکہ ”شرح السنہ“ میں امام بغوی رحمہ اللہ نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر

کسی امام نے غلطی سے بے وضو نماز پڑھا دی، تو مقتدیوں کی نماز

ہو جائے گی، صرف امام کو اپنی نماز لوٹانی ہوگی۔ [ج: ۳، ص: ۴۲۸]

③..... امام بخاری رحمہ اللہ مذکورہ بالا باب کے بعد حسب ذیل

عنوان قائم کرتے ہیں: ”باب امامة المفتون والمبتدع“ یعنی ”فتنہ

پرور اور بدعتی کی امامت“ امام بخاری کا میلان اس طرف ہے کہ فتنہ پرور

اور اہل بدعت کی اقتداء میں نماز ہو جاتی ہے۔

عن عبید اللہ بن عدی أنه دخل علی عثمان بن

عفان رضی اللہ عنہ، وهو محصور، فقال: انك

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہاد تم پر فرض ہے ہر امیر کے ساتھ، نیک ہو یا بد، خواہ وہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہوتا ہو، اور نماز فرض ہے تم پر ہر مسلمان کی اقتدا میں، نیک ہو یا بد، خواہ وہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہوتا ہو۔“

یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف (منقطع) ہے، یہ روایت کئی سندوں سے دارقطنی، بیہقی اور ابونعیم اور غزالی نے بیان کی ہے، لیکن سب ضعیف ہیں، یعنی (ضعیف جداً)۔

[عون المعبود، شرح ابی داؤد، ج: ۱، ص: ۲۳۱]

”ولكن قال ابن حجر رحمه الله، وان الحديث وان كان مرسلًا لكنه اعتضد بفعل السلف۔“
یعنی ”اگرچہ (حدیث) مرسل (منقطع) ہے، لیکن سلف صالحین کے عمل سے اس کو تقویت حاصل ہو گئی ہے۔“

ترجمہ عبارت مرعاة المفاہیج:

خلاصہ یہ ہے کہ فاسق اور بدعتی کی اقتداء میں نماز ادا کرنے سے نماز فاسد نہ ہوگی، کیوں کہ ایسی کوئی دلیل نہیں ملتی، جس سے یہ ظاہر ہو کہ مقتدی کی نماز کی صحت، امام کی عدالت پر موقوف ہے، یعنی یہ ضروری نہیں کہ امام کی نماز میں اقتداء، صرف اس وقت جائز ہے، جب کہ وہ فاسق اور بدعتی نہ ہو، نماز کے جواز کا تعلق ارکان صلاۃ یعنی قیام و رکوع و سجود کی ادائیگی سے ہے، اور فاسق و بدعتی دونوں، ارکان صلاۃ کی ادائیگی پر قدرت رکھتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان دونوں کی نماز کے قبول نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی اقتداء میں نماز ہی ادا نہیں کی جاسکتی، اور نہ یہ لازم آتا ہے کہ مقتدیوں کی نماز، ان کے پیچھے نہیں ادا ہو سکتی، پھر یہ بات کیسے ثابت ہو سکتی ہے کہ ان دونوں کی اقتداء میں مقتدیوں کی نماز ہی فاسد ہو جائے گی، اس لیے کہ حدیث میں مذمت اور وعید کا رخ اس امام کی طرف ہے، جسے لوگ ناپسند کرتے ہوں، نہ کہ مقتدیوں کی طرف، اور یہ بات بالکل ظاہر و باہر ہے۔

امام عامة، ونزل بك ما نرى، ويصلى لنا امام فتنه، ونتحرج، فقال: الصلاة احسن ما يعمل الناس، فاذا احسن الناس، فاحسن معهم، واذا اساؤا فاجتنب اساءتهم۔“

یعنی ”عبید اللہ بن عدی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ وہ محصور تھے، کہ آپ عام (سب) مسلمانوں کے امام ہیں، اور جو کچھ آپ پر مصیبت نازل ہوئی ہے، وہ ہم سے مخفی نہیں ہے۔ اور ہمیں امام فتنہ نماز پڑھانا ہے۔ اور اس سے ہم حرج محسوس کرتے ہیں، تو حضرت عثمان نے جواب دیا کہ لوگ جو عمل کرتے ہیں ان میں نماز سب سے بہتر عمل ہے، تو جب وہ اچھا کام کریں تو ان کا ساتھ دو، اور جب غلط روی اختیار کریں تو ان سے بچو۔“

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس قول سے پہلے امام بخاری نے حضرت حسن بصری کا قول نقل کیا ہے کہ کسی نے ان سے دریافت کیا کہ بدعتی کی اقتداء میں نماز ادا کی جاسکتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا، نماز پڑھ لو، اس کی بدعت اس کے سر پر ہے۔ یعنی تمہاری نماز ادا ہو جائے گی۔

حضرت عثمان کا یہ قول واجب الاتباع ہے، کیوں کہ صحیح حدیث میں ہے:

عليكم بسنتي، وسنة الخلفاء الراشدين المهديين۔
[ترمذی، ابواب العلم۔ ابوداؤد، کتاب السنۃ۔ ابن ماجہ، مسند احمد والدارمی]

”تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔“

(۴) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، قال رسول اللہ ﷺ: الجهاد واجب عليكم مع كل امير، برأ كان او فاجراً وان عمل الكبائر، والصلاة واجبت عليكم خلف كل مسلم برأ كان او فاجراً وان عمل الكبائر۔ [ابوداؤد، کتاب الجہاد]

فضیلۃ الشیخ استاد مکرم مولانا عبید اللہ مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث، تلمیذ رشید مولانا عبدالرحمن مبارک پوری شارح جامع ترمذی، اس حدیث کی شرح میں رقم طراز ہیں:

”وبالجملة لا تفسد صلاة من صلى خلف الفاسق والمبتدع لعدم ما يدل على اشتراط عدالته الإمام في حق صحته صلاة المقتدي وجواز الاقتداء، ولان جواز الصلاة متعلق باداء الأركان، وهما قادران عليهما ولان عدم قبول صلواتهما، لا يستلزم عدم جواز الاقتداء بهما، ولا عدم قبول صلاة المؤمنين بهما فضلاً عن فساد صلواتهم، لان الذم والوعيد، انما هو متوجه الى من كره القوم امامته لا إلى المؤمنين كما لا يخفى -“

ترجمہ اور خلاصہ اوپر درج کر دیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث کو تقویت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ملتی ہے۔

(۱)..... ولكن قد ثبت اجماع اهل العصر من بقية الصحابة..... ومن معهم من التابعين إجماعاً فعلياً ولا يبعد ان يكون قولياً على الصلاة خلف الجائرين -

(۲)..... وقد اخرج البخارى عن ابن عمر رضي الله عنه انه كان يصلى خلف الحجاج -

(۳)..... وأخرج مسلم وأهل السنن أن أبا سعيد الخدرى رضي الله عنه خلف مروان صلاة العيد، وفيه قصة تقديم الخطبة على الصلاة -

①..... ”خلاصہ یہ ہے کہ بنی امیہ کے دور میں باقی ماندہ صحابہ کرام اور ان کے ہم عصر تابعین عظام کا عملی طور پر ظالم حکمرانوں کی اقتداء میں نماز پڑھنے پر اجماع ہو گیا تھا، بلکہ قولی لحاظ سے بھی اسے اجماع کہا جاسکتا ہے۔

②..... صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضي الله عنهما حجاج کے

پیچھے نماز ادا کرتے تھے، اور

⑤..... حضرت ابوسعید الخدری رضي الله عنه نے مروان کی اقتداء میں نماز عید ادا کی، حالاں کہ اس نے سنت کے خلاف خطبہ کو نماز پر مقدم کر دیا تھا۔

”اس کا یہ طریقہ عمل خلاف سنت بلکہ بدعت کے زمرے میں آتا ہے، لیکن اس کے باوجود جلیل القدر صحابی نے اس کے پیچھے نماز پڑھی۔

علامہ صنعانی رحمۃ اللہ علیہ نے سبل السلام شرح بلوغ المرام میں لکھا ہے۔

(۴)..... ”وهی احادیث كثيرة دالة على صحة الصلاة، خلف كل بر وفاجر ألا أنها كلها ضعيفة قالوا فلما ضعفت الاحادیث من الجانبين رجعنا إلى الاصل، وهی:

من صحت صلاته، صحت امامته، وأيد ذلك عمل الصحابي فإنه اخرج البخارى فى التاريخ عن عبد الكريم قال: ادرکت عشرة من اصحاب رسول الله يصلون خلف أئمة الجور -“ [سبل السلام، ج: ۲، ص: ۱۹۰، ومرعاة، ج: ۲، ص: ۱۱۰]

اس حدیث کی سند میں بھی کلام ہے۔

لیکن صحیح مسلم کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

”كيف انت اذا كان عليكم امراء يؤخرون الصلاة لوقتها قال: فما تأمرنى؟ قال صلى الصلاة لوقتها فان ادرکتها معهم فصل فانها نافلة -

قال الشارح: فقد اذن بالصلاة خلفهم وجعلها نافلة لأنهم أخرجوها عن وقتها وظاهره انهم لو صلّوها فى وقتها لكان مأموراً بصلاتها خلفهم فريضة -“ [عون المعبود، ج: ۱، ص: ۲۳۲]

(۵)..... عن عبد الرحمن بن يزيد قال: صلى عثمان بمنى اربعاء، فقال عبد الله: صليت مع النبى

خلاف سنت سمجھتے ہوئے بھی اس کے پیچھے نماز ادا کی جاسکتی ہے تاکہ امت کی وحدت برقرار رہے۔

بعض اہم فتاویٰ کی تلخیص:

①..... امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ اہل مذاہب اربعہ یعنی حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کی اقتداء میں نماز درست ہوگی؟
الجواب: مذکورہ بالا شکل میں نماز درست ہے، صحابہ کرام تابعین اور ائمہ مجتہدین ایک دوسرے کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے، حالاں کہ ان کے مسائل میں اختلاف موجود تھا، سلف میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، جو اس کا انکار کرتا ہے وہ دراصل گمراہ اور بدعتی ہے، اور قرآن و سنت اور امت کے سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کے اجماع کا مخالف ہے۔

”ولم يقل احد من السلف انه لا يصلي بعضهم خلف بعض ومن انكر ذلك فهو مبتدع ضال مخالف للكتاب والسنة واجماع سلف الامامة وائمتها۔“ [فتاویٰ ابن تیمیہ طبع جدید، ج: ۲۳، ص: ۳۷۴]

اس کے بعد امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور ان کے بعد آنے والے علمائے اسلام میں ایسے بھی تھے جو نماز میں (بسم اللہ.....) پڑھتے تھے، اور ایسے بھی تھے جو سرے سے (بسم اللہ.....) نہیں پڑھتے تھے، اور ایسے بھی تھے جو جہری نمازوں میں بلند آواز سے (بسم اللہ.....) پڑھتے تھے، اور بعض ایسا نہیں کرتے تھے، اور بعض فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ اور بعض اس کے خلاف تھے۔ کچھ لوگ فصد کھلوانے، نکسیر پھوٹنے، اور قے کرنے سے وضو کے قائل نہ تھے۔ اس قسم کے دوسرے اختلافات کے باوجود، ایک دوسرے کی اقتداء میں نماز ادا کی جاتی تھی۔

اس قسم کی بہت سی مثالیں، شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی کتاب حجتہ اللہ البالغہ میں بیان کی ہیں۔

②..... فتاویٰ غزنویہ صفحہ ۴۷ میں یہ سوال مرقوم ہے کہ ظہر احتیاطی

رکعتیں، مع ابی بکر رکعتیں، ومع عمر رکعتیں، ومع عثمان صدراً من امارته، ثم اتمها زاد من لهننا عن ابی معاوية ثم تفرقت بكم الطرق فلودوت أن لی من اربع رکعات، رکعتیں متقبلتین، قال الأعمش فحدثنی معاوية بن قرة عن اشياخه ان عبد الله صلى اربعاً، قال: فقیل له عبث علی عثمان ثم صلیت اربعاً، قال: ”الخلاف شر۔“ [ابوداؤد، باب الصلاة بمنی، ج: ۲، ص: ۴۹۲، طبع مصر]

”عبدالرحمن بن یزید سے روایت ہے کہ منیٰ میں چار رکعت پڑھائیں، تو اس پر عبداللہ بن مسعود رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رحمہم اللہ کی اقتداء میں دو رکعتیں ادا کی ہیں، اسی طرح حضرت عثمان رحمہ اللہ کے ابتدائی دورِ خلافت میں بھی دو رکعتیں ادا کی ہیں، پھر حضرت عثمان رحمہ اللہ نے پوری نماز پڑھی۔ (اس کے بعد ابو معاویہ سے یہ اضافہ ملتا ہے) پھر تمہارے راستے الگ الگ ہو گئے، میرے لیے پسندیدہ بات تو یہ تھی کہ بجائے چار رکعت کے دو مقبول رکعتیں ادا کرتا۔“

أعمش کہتے ہیں..... راوی حدیث معاویہ بن قرہ اپنے شیوخ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رحمہ اللہ نے چار رکعتیں ادا کیں اس موقع پر ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے حضرت عثمان رحمہم اللہ پر اعتراض کیا تھا اور اب خود آپ نے (ان کی اقتداء میں) چار رکعت ادا کی ہیں حضرت ابن مسعود رحمہم اللہ نے جواب دیا کہ ”مخالفت شر ہے۔“

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رحمہم اللہ منیٰ میں حج کے موقع پر چار رکعت ادا کرنے کو خلاف سنت سمجھتے تھے، لیکن اس کے باوجود حضرت عثمان رحمہم اللہ کی اقتداء میں انہوں نے چار رکعت ہی ادا کیں، اور مخالفت کو شر قرار دیا، کیوں کہ اس سے امت میں تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح حنفی امام کی نماز کے بعض اعمال کو

پڑھنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ خاص ایسے وقت میں جب کہ دوسری جگہ جمعہ نہ مل سکے؟

الجواب: ظاہر ہے کہ احتیاطی ظہر پڑھنے والے عام طور پر حنفی امام ہوتے ہیں، اور وہ ایسا فعل کرتے ہیں جس کا کوئی ثبوت قرآن و حدیث سے نہیں ملتا، بلکہ اسے بدعت کہا جاسکتا ہے، لیکن اس کے باوجود مولانا عبد الجبار غزنوی جیسا مفتی اور محدث ایسے امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کو درست قرار دیتا ہے، فہل من مدکر؟

③..... اس طرح کے مسائل میں فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز ابن باز السلفی رحمہ اللہ نے بھی وسعت ظرفی کا ثبوت دیا ہے، ان کا بیان ہے کہ ”رکوع کے بعد قیام کی حالت میں ہاتھ باندھنا (جیسا کہ رکوع سے قبل کیا جاتا ہے) افضل ہے، لیکن اگر کوئی رکوع کے بعد بلکہ رکوع سے قبل بھی ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتا پڑھتا ہے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔“

[ثلاث رسائل فی الصلوٰۃ، ص: ۱۵]

یہ بات انہوں نے دمشق کے ایک مشہور سلفی عالم حدیث کے جواب میں فرمائی، جنہوں نے اپنی کتاب ”صفة الصلاة“ میں لکھا ہے کہ رکوع کے بعد بحالت قیام ہاتھ باندھنا بدعت ضلالت ہے۔

[حاشیہ، صفة الصلوٰۃ، ص: ۱۴۵]

④..... سندھ کے مشہور اہل حدیث عالم نے ایک رسالہ لکھا تھا، جس کا نام ہے: ”زیادة الخشوع فی وضع البدین علی الصدر بعد الرکوع“، یعنی ”رکوع کے بعد سینے پر ہاتھ باندھنے سے خشوع و خضوع میں اضافہ ہوتا ہے۔“

چند شبہات اور ان کا ازالہ:

(الف)..... رفع الیدین رکوع سے قبل اور رکوع کے بعد صحیح احادیث سے ثابت ہے، لہذا ارشاد نبوی ہے:

صلّوا کما رأیتمونی أصلی۔

یعنی ”نماز ادا کرو جیسا کہ تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔“
رفع الیدین فرض ہو گیا، لہذا جو یہ فرض ادا نہیں کرتا اس کی نماز نہ ہوئی اور اس بناء پر اس کی اقتداء بھی جائز نہیں ہے۔

اس شبہ کا ازالہ چند وجوہ سے کیا جاسکتا ہے:

①..... بالفرض اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ تارک رفع الیدین کی نماز نہیں ہوتی تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ مقتدی اہل حدیث کی نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔ کیا اس پر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل دی جاسکتی ہے؟

اس بارے میں فتح الباری کے حوالہ سے تفصیلی گفتگو گزشتہ صفحات میں کی جا چکی ہے۔ پھر بھی یہ واضح رہے کہ اس قسم کے مسائل میں عدم صحت صلاۃ کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

②..... وضع الیدین علی الصدر بعد الرکوع ”یہ سنت ہے یا بدعت؟“ اگر سنت ہے تو جو لوگ سنت کے تارک ہیں، یعنی جمہور اہل حدیث، کیا ان کی اقتداء میں نماز درست ہوگی؟ اور اگر بدعت ہے، تو جو اہل حدیث سلفی حضرات نجد و حجاز اور سندھ کے بعض علاقوں میں اس پر عمل کرتے ہیں، کیا ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی؟ کیوں کہ بقول معترضین ان دونوں امور میں صرف ایک کو ”صلّوا کما رأیتمونی اصلی“ کا مصداق بنایا جاسکتا ہے۔

(ب)..... امام کے پیچھے مقتدی کے لیے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے، لیکن حنفیہ اس کے قائل نہیں ہیں، حالاں کہ صحیح حدیث میں وارد ہے:

”لا صلاۃ الا بفاتحة الكتاب۔“

یعنی سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی، اس شبہ کا ازالہ چند وجوہ سے کیا جاسکتا ہے:

①..... حنفی عالم بحالت امامت سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے، لہذا مذکورہ بالا عذر باقی نہ رہا۔

②..... مالکیہ اور حنابلہ بھی جہری نمازوں میں سورۃ فاتحہ کی فرضیت کے قائل نہیں ہیں۔ تو پھر ایسی صورت میں حنبلی امام کی اقتداء میں بھی نماز جائز نہ ہوگی، خاص طور پر حج کے موقع پر حجاز مقدس میں۔ لیکن علمائے اہل حدیث سو فیصدی بلا کراہت ان کی اقتداء میں نماز ادا کرتے ہیں۔

③..... بعض اہل حدیث علماء مدرک رکوع کی رکعت کے قائل

جائز ہے، بلکہ مؤخر الذکر کو میں نے خود مسجد الفلاح سوسائٹی کراچی میں کئی بار حنفی امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

③..... میرا خود مشاہدہ ہے کہ ایک مرتبہ مولانا محمد چراغ صاحب تمیز مولانا محمد انور کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مسجد میں نماز عشاء پڑھائی، اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ واقعہ خود مولانا محمد اسماعیل صاحب کی مسجد میں پیش آیا، امام حنفی تھا اور مقتدی سب اہل حدیث تھے۔ [جاری ہے]



میاں فتح محمد کی وفات

پروفیسر عطاء الرحمن ظہیر مرکزی نائب صدر جمعیت اساتذہ پاکستان و حافظ محمد عبداللہ کے والد گرامی قدر میاں فتح محمد چھوڑ ۱۰۵ سال کی عمر پا کر ۳۱ مئی بروز سوموار قضاۃ الہی سے وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی (شیخ الحدیث دارالحدیث اوکاڑا) نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ میں علاقہ بوہرہ سے سینکڑوں احباب شریک ہوئے۔ مرحوم انتہائی دین دار، صالح، باکردار، دینی غیرت رکھنے والے با اصول انسان تھے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری لغزشوں کو معاف فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ مرحوم نے ایک بیوہ پانچ بیٹے تین بیٹیاں سو گوار چھوڑی ہیں۔

دارالحدیث اوکاڑا کے اعلانات

①..... دارالحدیث اوکاڑا کے شعبہ کتب و حفظ القرآن میں تعلیمی سلسلہ جاری ہے۔ ۶ جون ۲۰۱۰ء کو مدرسہ کے دو طلباء: (۱) حافظ ابوبکر سیف ولد سیف اللہ، (۲) حافظ ابوبکر ولد محمد عباس، نے قرآن کریم مکمل حفظ کرنے کی سعادت حاصل کر لی ہے۔ ادارہ ان طلباء اور ان کے والدین کو مبارک پیش کرتا ہے۔

②..... ۲۳ مئی بروز اتوار دارالحدیث اوکاڑا میں وفاق المدارس السلفیہ پاکستان کا ایک وفد ڈاکٹر عبدالغفور، حافظ عبداللہ کلیم کے ہمراہ تشریف لایا۔ انہوں نے بعد نماز ظہر ایک تقریب سے خطاب فرمایا۔

[عبداللہ یوسف ناظم دارالحدیث، ساہیوال روڈ اوکاڑا]

ہیں خواہ سورۃ فاتحہ نہ پڑھی گئی ہو مثلاً غربائے اہل حدیث اور مولانا محمد جونا گڑھی مرحوم کے اتباع، کیا ان کی اقتداء میں نماز درست نہ ہوگی؟ حالاں کہ مسلک اہل حدیث کی نشر و اشاعت میں یہ حضرات بہت زیادہ پیش پیش اور سرگرم رہے ہیں اور اب بھی اس معاملہ میں ان سے کوئی کوتاہی نظر نہیں آتی۔

③..... بعض اہل حدیث اہل علم مثلاً مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متوسلین جہری نمازوں میں بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنے کو امام کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں۔ لیکن اہل حدیث علماء کی اکثریت بسم اللہ بالجہر پڑھنے کی فوقیت تسلیم نہیں کرتی۔

اب قابل غور بات یہ ہے کہ ان مذکورہ بالا صورتوں میں (صلوا کما رأیتمونی اصلًی.....) پر کیسے عمل ہوگا؟

ان عالی اور افراط و تفریط میں مبتلا حضرات کی چشم بصیرت کھولنے کے لیے حسب ذیل شواہد و نظائر قابل غور ہیں:

①..... تمام اکابر و اصاغر علمائے اہل حدیث حرمین تشریف لے جاتے ہیں، اور مسجد حرام (مکہ مکرمہ) اور مسجد نبوی (مدینہ منورہ) کے اماموں کی اقتداء میں بلا کراہت نماز ادا کرتے ہیں، حالاں کہ (ان) امام صاحبان (کی اکثریت) مقلدین یعنی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں، اور نماز میں ہاتھ زیر ناف باندھتے ہیں، اور رمضان المبارک میں بیس تراویح پڑھتے ہیں اور بیک وقت طلاق ثلاثہ کو تین ہی شمار کرتے ہیں، ان تینوں امتیازی مسائل میں یہ حضرات حنفی علماء کے ہم نوا ہیں۔ یہ ظاہر یہ طرز عمل احادیث کے خلاف ہے، لیکن آج تک کسی اہل حدیث عالم نے ان کی اقتداء میں نماز کو خلاف شرع یا ناجائز قرار نہیں دیا۔

②..... مولانا سید نذیر حسین مرحوم و مغفور شیخ العرب والجم دہلی کی جامع مسجد اور عید گاہ میں جا کر حنفی امام کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے، ان کا یہ طرز عمل خبر متواتر سے ثابت اور معلوم و مشہور ہے۔

③..... شیخ محترم شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس دارالحدیث رحمانیہ دہلی، اور مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث مدرسہ میاں صاحب سے میں نے خود سنا کہ حنفی امام کی اقتداء میں نماز

غیبت کی جائز اور ناجائز صورتیں

محمد بن علی شوکانی رحمہ اللہ..... ترجمہ: ابو بکر ظفر

وبعد حمداً للہ والصلاة والسلام علی رسولہ وآلہ:
کتاب وسنت میں منقول آیات واحادیث کی روشنی میں اہل علم کا اتفاق ہے کہ مسلمان کی غیبت حرام ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا ط اِيْحَبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ اَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ط﴾ [الحجرات: ۱۲]

”تم ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تمہیں اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند ہے؟ (یقیناً) تم اسے برا سمجھتے ہو۔“

یہاں قرآن مجید میں ایک مثال دے کر غیبت سے روکا ہے، اس طرح اس پر مزید سختی اور اس کام کی قباحت کا اظہار مقصود ہے، نیز دلوں میں اس کی کراہت وقباحت کا احساس نمایاں کیا گیا ہے۔ چوں کہ آدمی فطری اور طبعی لحاظ سے انسانی گوشت کھانا سب سے برا عمل سمجھتا ہے اس لیے اس کو ناممکن کہا گیا، کافر یا بزدل دشمن ہی کیوں نہ ہو وہ بھی کسی صورت ایسا نہیں کر سکتا۔

اگر کسی کا حقیقی یا دینی بھائی ہو تو اس کے ساتھ ایسا سلوک کیسے کرے گا؟ یوں ناپسندیدگی اور شاعت کا احساس مزید شدید ہو جائے گا۔ پھر مزید یہ کہ وہ بھائی فوت ہو چکا ہو؟ کیوں کہ حلال اور عمدہ گوشت بھی جانور کے مرنے سے بد بودار ہو جاتا ہے اور طبیعت و ذہن اسے کھانے پر کبھی آمادہ نہیں ہو سکتے۔ یوں درج بالا آیت کریمہ میں غیبت کی حرمت اور اس کی برائی معلوم ہو سکتی ہے، یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس انداز مخاطب سے دو ٹوک انداز میں غیبت سے منع کیا گیا ہے۔

احادیث میں غیبت سے روکا گیا ہے، ایسے فرامین رسول ﷺ کتب احادیث کے متعدد مجموعوں میں موجود ہیں، جن میں غیبت کی

صورتیں اور اس کے معنی و مفہوم کی وضاحتیں بھی ملتی ہیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے غیبت کے متعلق پوچھا کہ غیبت کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا ایسے انداز سے تذکرہ کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔ دوبارہ سوال ہوا: آیا جوابات میں کہہ رہا ہوں وہ اس میں موجود ہو، اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس میں موجود عادت کا تذکرہ کرو تو یہی غیبت ہے، ورنہ وہ بہتان ہوگا۔ [شرح مسلم للنووی: جلد ۶، صفحہ ۱۴۲]

کتاب وسنت اور اجماع کی روشنی میں غیبت کی حرمت ہی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن کچھ علماء غیبت کی چند صورتوں کے جواز میں گنجائش بیان کرتے ہیں، ان کی آراء اور گنجائش والی صورتوں کی تعداد مختلف ہے۔

امام نووی نے شرح مسلم میں انہیں ذکر کیا ہے۔ ہم یہاں امام نووی کی ذکر کردہ عبارت میں سے صرف وہ صورتیں بیان کریں گے۔ درست اور قابل اعتراض صورتوں کی وضاحت کے ساتھ ساتھ بلا دلیل صورتوں کی دلیل بھی لکھیں گے تاکہ یہ مضمون جامع و مانع ہو۔ یہ مسئلہ انتہائی اہم دینی مسائل سے تعلق رکھتا ہے کیوں کہ اکثر لوگ اس کی اہمیت نظر انداز کر کے اس جرم کا ارتکاب کرتے ہیں، سوائے ان چند کے جنہیں اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔

چھ مواقع پر غیبت کا جواز:

امام نووی صحیح مسلم کی شرح میں (غیبت کی حرمت کا ذکر کرتے ہوئے) فرماتے ہیں: دینی مقاصد کے لیے غیبت جائز ہے، اور اس کی چھ صورتیں ہیں:

①..... ظلم: مظلوم حاکم وقت یا قاضی جیسے با اختیار لوگوں کو

سراجم نہیں دیتا، اہلیت نہ ہونے یا کسی دوسری غلطی کی وجہ سے، اس کے سرپرست کو اطلاع دے تاکہ وہ اس صورت حال سے آگاہ رہے اور اسے دھوکہ نہ ہو نیز اسے اپنی ذمہ داری پر پابند کرے۔

⑤..... اگر کوئی گناہ اور بدعات کا کھلے بندوں ارتکاب کرے یعنی شراب نوشی، لوگوں کے اموال پر قبضہ کرنا، لوگوں سے ٹیکس لینا اور برائی کی سرپرستی کرنا۔ کھلے عام ایسے گناہوں کا تذکرہ جائز ہے۔ لیکن ان کے علاوہ بغیر کسی وجہ سے کوئی بات ذکر کرنا جائز نہیں۔

⑥..... تعارف کروانا: اگر کوئی لقب مشہور ہے مثلاً اعمش، اعرج، ازرق وغیرہ (جیسے صفاتی القاب) جن میں اس شخص کے عیب کا اظہار ہو، کو بطور نام تو ذکر کیا جاسکتا ہے لیکن اس کی تنقیص کے لیے اسے بیان کرنا حرام ہے۔ ان کے علاوہ ممکن حد تک دوسرے ناموں سے پکارنا زیادہ مناسب ہے۔ [شرح مسلم للنووی: جلد ۱۶، صفحہ ۱۴۲]

غیبت کی حرمت، کتاب و سنت اور آثارِ سلف کی روشنی میں:

ابتدائی گزارشات:

یہ بات ہم اس سے پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ کتاب و سنت اور اجماع سلف کی روشنی میں غیبت حرام ہے، کتاب و سنت میں عمومی الفاظ منقول ہیں جن کا تقاضا یہ ہے کہ ہر مسلمان پر غیبت حرام ہے۔ لہذا بلا دلیل کوئی شخص کسی خاص موقع اور فرد کے لیے اسے جائز نہیں کر سکتا اور دلیل ایسی ہو جو اس عام حکم سے کچھ صورتیں خاص کر سکے۔

اگر دلیل موجود ہے تو ٹھیک و گرنہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ شمار ہوگا اور بلا دلیل شرعی اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور کو حلال کرنے کے جرم کا ارتکاب ہوگا۔ ذیل میں ہم امام نووی کی ذکر کردہ غیبت کے جواز کی چھ صورتوں کا تفصیل سے تذکرہ اور ان کا محاکمہ پیش کرتے ہیں:

(۱)..... مظلومیت کا اظہار:

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ط﴾
”اللہ تعالیٰ کھلے عام زبان سے برائی کو پسند نہیں کرتے سوائے جس پر ظلم ہو۔“

[النساء: ۱۴۸]

انصاف کے حصول کے لیے شکایت ذکر کر سکتا ہے کہ ”فلاں نے مجھ پر ظلم کیا یا ایسا ویسا سلوک کیا ہے۔“

②..... برائی مٹانے کے لیے تعاون مانگنا: نافرمان کو درست راہ پر لانے کے لیے اس کے متعلق با اختیار شخص سے یہ کہہ سکتا ہے کہ فلاں ایسا کام کر رہا تھا تا کہ وہ اس نافرمان کو ڈانٹے۔

③..... مفتی سے فتویٰ لینے کے لیے: مرے والد، بھائی یا خاوند وغیرہ مجھ پر ظلم کرتے ہیں کیا انہیں یہ حق حاصل ہے؟ اس زیادتی کا خاتمہ اور اس سے میری نجات کی کیا صورت ہے؟ وغیرہ۔

بوقت ضرورت ایسی بات کی جاسکتی ہے، لیکن احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ آدمی یوں کہے: ایسے شخص، خاوند، لڑکے یا والد کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے اگر وہ فلاں فلاں غلطی کرتا ہو؟ کسی فرد کی تعیین نہ کرے۔ بہر حال تعیین جائز ہے کیوں کہ ہند نے کہا تھا ابوسفیان بخیل ہے۔ [متفق علیہ]

④..... مسلمانوں کو برائی سے آگاہ کرنا۔ اس کے مختلف طریقے ہیں، مثلاً:

⑤..... روایات حدیث، گواہوں یا مصنفین پر جرح کرنا۔ اجماع کی روشنی میں یہ عمل جائز بلکہ واجب ہے کیوں کہ اس کا بنیادی مقصد شریعت کی حفاظت ہے۔

⑥..... مجلس مشاورت وغیرہ میں کسی غیبت کی اطلاع دینا۔
⑦..... آپ کسی کو عیب دار چیز، چوری کرنے والا، شرابی یا بدکار غلام فروخت کرتا ہوا دیکھو تو خریدار کی لاعلمی کی صورت میں اسے خبر دو۔ اس میں تکلیف یا فساد جیسی بری اغراض سے محفوظ رہتے ہوئے آپ کا مقصد دوسرے کا فائدہ ہونا چاہیے۔

⑧..... جب آپ کسی طالب علم کی فاسق یا بدعتی کے پاس آمدورفت دیکھیں کہ اس سے علم حاصل کر رہا ہے اور اس کے نقصان کا خدشہ ہو تو اسے سمجھانے کی غرض سے اس کی صورت حال سے آگاہی آپ پر لازم ہے۔

⑨..... اگر کوئی صاحب اختیار ہے لیکن اپنی ذمہ داری کو بخوبی

اختلاف نہیں۔ البتہ اختلاف اس مسئلہ میں ہے کہ ظالم کی عدم موجودگی میں مظلوم اپنی مظلومیت کا اظہار کر سکتا ہے یا نہیں؟

غیبت کی حرمت والے دلائل اپنے مفہوم میں فیصلہ کن ہیں، جب کہ آیت کریمہ مظلوم کو جواز فراہم کرتی ہے۔ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ غیبت کی حرمت والی آیت دلالت کے اعتبار سے واضح ہونے کی وجہ سے زیادہ مضبوط و قوی ہے، مزید اس کے ساتھ سنت بھی شامل ہے نیز اجماع نے اس کو نہایت مضبوط و قوی کر دیا ہے۔ لہذا دلائل کا تقاضہ یہی ہے کہ مظلوم والی آیت کریمہ کو صرف ظالم کے سامنے اظہار پر محمول کیا جائے جب کہ اس کی عدم موجودگی میں تذکرہ جائز نہ ہو۔

لہذا امام نووی نے جو استثنائی صورت اختیار کی ہے وہ درست نہیں، کیوں کہ اسے کوئی خاص کرنے والی مؤثر دلیل موجود نہیں جو اسے عام صورت سے نکال کر خاص کر دے۔

②..... کیا ظلم کا اظہار صرف جائز ہے یا اس سے بڑھ کر اس کا کوئی رتبہ بھی ہے؟ آیت کریمہ کے پہلے جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مظلوم اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ اس مرتبہ کی وجہ سے اسے مزید آ زادی اظہار حاصل ہوتی ہے اور دوسرے کی نسبت مرتبہ بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

لیکن جواز کی صورت صرف یہ ہوگی کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو معاف کرنے اور حصول انصاف چھوڑنے کی ترغیب دلائی ہے نیز برے آدمی کو درگزر کرنے کو کہا۔ حتیٰ کہ مظلوم کی رہنمائی یوں فرمائی کہ ظالم کے لیے دعا کرو، مظلوم کے اس عمل سے زیادتی کے اثرات کم ہو جائیں گے۔

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر معافی کا حکم اور ترغیب دلائی ہے، آپس میں معاف کرنے پر بے شمار اجر ذکر کیا ہے۔ اسی طرح سنت مطہرہ میں بھی بہت کچھ احکامات منقول ہیں۔ اس بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ حصول انصاف اور معافی نہ دینے کی زیادہ سے زیادہ صورت یہی ہے کہ یہ کام جائز ہے۔

اسی طرح آیت کریمہ میں مذکور زیادتی کے اظہار کا جواز اللہ تعالیٰ

اس آیت کریمہ میں مظلوم کو ظالم کے ظلم کی عوامی مقامات پر باواز بلند اظہار کی اجازت دی گئی ہے، بشرطیکہ سے امید ہو کہ لوگ اس کی مدد کر کے اس کے ظلم سے چھٹکارا دلائیں گے۔ یعنی حاکم وقت یا صاحب اختیار شخص کے سامنے اظہار کرے تو یہ صورت بالکل واضح ہے۔ لیکن اگر ان سے مدد اور تعاون کی امید نہ ہو اور صرف اس کے ظلم کا چرچا مقصود ہے تو بھی اس آیت کریمہ کے ظاہری مفہوم میں اس صورت کی دلیل موجود ہے۔ کیوں کہ اس آیت کریمہ میں تعاون و مدد کی امید والی کسی پابندی کا ذکر نہیں۔

امام نووی کی رائے کے مطابق صرف اس کے سامنے اظہار کر سکتا ہے جو اس پر ظلم و زیادتی دور کر سکتا ہو۔ لیکن آیت کریمہ میں ایسی کوئی دلیل نہیں، نیز اس کے علاوہ کسی صورت سے روکا بھی نہیں۔ درج بالا آیت کریمہ پر دو اعتبار سے بحث کی جاسکتی ہے:

①..... یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ غیبت کی حرمت کے دلائل مظلوم وغیرہ سب کو شامل ہیں، جب کہ یہ آیت کریمہ ظالم کے ظلم کا ذکر اس ظالم کی موجودگی و عدم موجودگی ہر حالت میں جواز فراہم کرتی ہے۔

②..... چنانچہ حرمت کے دلائل ایک اعتبار سے عام ہیں، یعنی یہ حرمت مظلوم کے علاوہ سب کو شامل ہے۔

③..... ایک اعتبار سے خاص ہیں، یعنی غیبت کی حرمت سب کو شامل نہیں۔ کیوں کہ اگر کسی کی برائی کا تذکرہ مقصود ہو تو اس کے سامنے اظہار کیا جاسکتا ہے۔

④..... درج بالا آیت کریمہ ایک اعتبار سے عام ہے، یعنی مظلوم ظالم کے سامنے اور اس کی غیر موجودگی میں اس کے ظلم کی شکایت اور تذکرہ کر سکتا ہے۔

⑤..... ایک اعتبار سے خاص ہے، یعنی یہ آیت کریمہ ظالم و مظلوم کے معاملے کے علاوہ کسی کو گنجائش فراہم نہیں کرتی۔ اس طرح دونوں احکامات الہیہ (یعنی ظالم کے علاوہ ہر کسی کے لیے غیبت حرام ہے اور ظالم کی موجودگی میں مظلوم اپنی مظلومیت کا اظہار کر سکتا ہے) میں

ہوگا اور نافرمانوں کا تکبر خاک میں ملے گا، ساری روئے زمین پر شریعت کا علم لہرائے گا۔ نیز باطل و کافر کا تسلط گھٹتا گھٹتا آخر کار ختم ہو جائے گا۔

اس فریضہ میں کوتاہی بربادی دین کا باعث ہے:

جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسا اہم رکن ظاہری اور حقیقی صورت میں نافذ نہ ہو تو پھر افسوس بدعات و برائیوں کا ظہور ہوگا، نیکیوں کے کام پوشیدہ رہ جائیں گے، نافرمان اور بدعتیوں کی بغاوتیں مضبوط و غالب ہوں گی، اندھیرے ہی اندھیرے چھا جائیں گے، لوگوں میں فساد پھیل جائے گا، ہر طرف فساد ہی فساد ہوگا، پھر شیطان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ اس وقت مومن کی حالت اس بکری جیسی ہوگی جسے شیر پھاڑ کھانے کی تیاری کر رہا ہو، اور نافرمان حملہ آور بھیڑیا کی طرح ہوگا۔ بلاشبہ یہ کیفیت دینی علامات، ہدایت کی روشنی اور دین حقہ کے مٹنے کی وجہ سے ہوگی۔

بالفرض اگر کچھ ایسے لوگ ہوں جو خود تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کریں اور منع کردہ باتوں سے باز رہیں لیکن نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی ہمت نہ کریں تو یہ بہت معمولی فائدہ ہے جو صرف خود ان کے عمل و دین سے تعلق رکھتا ہے۔

یہ لوگ اگرچہ صراطِ مستقیم پر گامزن ہو کر کامیاب ہو سکتے ہیں لیکن یہ لوگ ایسے حالات میں زندگی گزار رہے ہیں کہ دین اجنبیت کی کیفیت میں ہے اور اس کی نمایاں علامتیں ختم ہوتی جا رہی ہیں، برائیاں عام ہو رہی ہیں، سوادِ اعظم میں بہ ظاہر نیکی ختم ہو رہی ہے۔ ایسے حالات میں برائی نیکی اور نیکی برائی کا درجہ اختیار کر جاتی ہے اور یہ دین اپنے ابتدائی دور کی طرح پھر اجنبی اور انوکھا محسوس ہو رہا ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت اور اس کے دینی و دنیاوی فوائد معلوم ہونے کے ساتھ ساتھ یہ خیال رہنا چاہیے کہ جو برائی دیکھے وہ اگر خود اسے مناسکتا ہے یا لوگوں کو اطلاع دے کر ان کے تعاون سے اس کی اصلاح کر سکتا ہے تو غیبت کی ضرورت نہیں۔ کیوں کہ غیبت وہ کرتا ہے جو خود کچھ نہیں کر سکتا۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عمل اگر لوگوں میں نافذ ہو تو انہیں

کی اس صفت سے کہ اسے لوگوں کو معاف کرنا محبوب ہے، کے مخالف ہوگی۔ یہ بات کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے، شرعی مصادیق کی چھوٹی بڑی تمام کتب میں اس کے لیے بے شمار دلائل موجود ہیں جو تفصیلات کا تقاضا کرتے ہیں، اس کی یہاں گنجائش نہیں۔

(۲)..... نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا:

امام نووی کی ذکر کردہ دوسری صورت یعنی برائی مٹانے اور گنہگار کو درست راہ پر لانے میں مدد و تعاون کی تفصیلات یہ ہیں:

نیکی کا حکم اور برائی سے روکنے کا عمل دین کے اہم ترین امور سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیوں کہ ہر طرح کے فوائد انہی سے متعلق ہیں اگر یہ نافذ ہوں تو باقی دینی و دنیاوی امور بھی نافذ و درست رہیں گے وگرنہ دینی و دنیاوی معاملات سب بے فائدہ ہوں گے۔

اگر مسلمانوں میں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا عمل بنیادی طور پر موجود ہو اور اکثر لوگ اس پر عمل کرتے ہوں پھر نیکی کو نیکی سمجھتے ہوں، مخالفین کے مقابلے میں متفق ہوں، اس فریضہ میں کوتاہی کرنے والے کی غلطی کی نشاندہی کریں۔ نیز ان کے معاشرے میں برائی کو برائی سمجھا جاتا ہو، اسے روکنے میں سب متحد ہوں، برائی کرنے والے کا ہاتھ پکڑ کر اسے درست راہ پر لائیں یعنی برائی کرنے والے اور اس برائی میں رکاوٹ بن جائیں۔

پھر بظاہر اس معاشرے کے افراد میں کوئی ایسا نہ ہوگا جو نیکی کے کام نظر انداز کر دے۔ نیز جرائم کا ارتکاب اور عبادات میں برائی کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ اس کے نتیجے میں شریعت کی نورانیت ظاہر ہوگی، انصاف کا سورج طلوع ہوگا، دین کی ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں گی، اللہ تعالیٰ کا حکم اس کے بندوں پر سر بلند رہے گا، اس کے احکامات اہمیت رکھیں گے، سچ کے اسباب و وسائل عام ہوں گے، جھوٹ معدوم ہو جائے گا، کلمۃ اللہ کا غلبہ ہوگا، دین اسلام ہی سب کا مرجع ہوگا۔

انسانوں کے اعمال کا وزن کتاب و سنت کے معیار پر ہوگا، چھوٹے اور بڑے تمام امور اسی معیار پر پرکھے جائیں گے، اس کے نتیجے میں بدعت کے اندھیرے روشنی میں بدل جائیں گے، ظالموں کا غلبہ ختم

وہی ہیں، اگر ذاتی نہیں بلکہ خارجی لحاظ سے ترجیح دینا ممکن ہو تو بھی انہی دلائل کو بنیاد بنایا جائے گا۔ اس موقع پر تو سنت اور اجماع کی وجہ سے ترجیح دی گئی ہے۔ وہاں تعارض کی صورت یہ تھی کہ آیا مظلوم آدمی ظالم کے ظلم کا اعلانیہ اظہار کر سکتا ہے یا نہیں۔ جب کہ یہاں دو میں سے ایک دلیل بنیادی دینی مسائل میں ثابت ہے اور دوسری کا معاملہ ایسا نہیں اور یہی ترجیح کی اصل وجہ ہے۔

اسی لیے ہم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تمہید میں کچھ فوائد ذکر کیے ہیں، بہر حال یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ دینی مسائل میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا قائم مقام کوئی دوسرا عمل نہیں ہو سکتا۔



تقریب تکمیل صحیح بخاری شریف

جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ لاہور میں تقریب تکمیل صحیح بخاری شریف و تقسیم اسناد و انعامات ۱۷ جولائی ۲۰۱۰ء بروز ہفتہ بعد نماز عصر منعقد ہوگی۔ درس حدیث فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرمائیں گے۔

بعد نماز مغرب حافظ عبدالعلیم یزدانی اور مولانا شفیق الرحمن چشتی کانفرنس سے خطاب فرمائیں گے۔
[عبدالرزاق یزدانی، نائب مدیر جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ، لاہور]

ضرورتِ رشتہ

①..... لڑکی ایف اے، عمر ۲۰، ۲۱ برس، راجپوت خاندان کے لیے تعلیم یافتہ، برسر روزگار خاندانی رشتہ درکار ہے۔
②..... لڑکی عمر ۲۳ برس، ایم اے اسلامیات کے لیے خوش حال گھرانے سے سلجھا ہوا رشتہ درکار ہے۔

رابطہ ان نمبروں پر کریں

0300-8051043 / 0321-5550486



ضرورت ہی نہیں ہوتی کہ کسی کے جرم کی شکایت کریں۔ اگر مسلم معاشرے میں یہ دینی مزاج اور اسلامی غیرت نہ رہے تو پھر کسی مجرم کی صرف تعین وغیرہ کا بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا کیوں کہ مجرم کے ہاں اس کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔ یہ حالات اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب اس فریضہ کو ذمہ داری نہ سمجھا جائے اور اس کی ادائیگی کے لیے کوئی تیار نہ ہو۔ لوگ برائی کرنے والے کی حیثیت دیکھتے ہیں اگر وہ سرکردہ شخص ہے تو اسے برائی سے روکتے ہی نہیں بصورت دیگر اسے منع کرنے کے ساتھ ساتھ بذات خود اس میں تبدیلی لاتے ہیں۔ یہ حالت دین کی نازک ترین حالت ہوتی ہے۔

برائیوں میں کچھ نہ کچھ تفاوت ہوتا ہے یعنی چھوٹی اور بڑی ہر طرح کی برائیاں معاشرے میں موجود ہوتی ہیں۔ اگر برائی بہت بڑی ہے کہ اس کا اظہار عام لوگوں کے سامنے ہی ہو سکتا ہے تو یہی ضروری ہوگا۔ کیوں کہ حالات ایک جیسے نہیں ہوتے اور ایسے موقع پر غیبت کرنے میں کوئی حرج نہیں، ممکنہ صورتوں میں کمزور لوگوں کی انتہائی صورت یہی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد ضرور کرے گا اگرچہ اس کا اظہار کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ہی ہو۔

اس نوعیت کی غیبت جائز ہے اور اس کی دلیل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ثابت شدہ دلائل ہیں۔ اس عمل سے پہلو تہی اختیار کرنے کی کوئی کمزوری یا ثابت شدہ دلیل موجود نہیں۔

حرمت والے دلائل کی ترجیح:

اگر آپ کہیں کہ پہلی صورت کی طرح اس موقع پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اور غیبت کی حرمت والے دلائل کے مابین موازنہ نہیں ہو سکتا۔

جواب یہ ہے کہ اس موقع پر بھی موازنہ اسی طرح کیا جائے گا جیسے گزشتہ سطور میں کہا گیا اور پہلی صورت کی طرح راجح بات کو ہی ترجیح دی جائے گی اگرچہ دونوں مقامات مختلف ہیں۔

پہلی صورت میں غیبت کے دلائل راجح ہیں کیوں کہ اس صورت میں جو احکامات منقول ہیں وہ ذاتی اعتبار سے عام ہیں لیکن پھر بھی بنیاد

مولانا احمد الدین لکھڑوی رحمہ اللہ کی ایک علمی یادگار

تقریظ علی ”المرآة لطرق حدیث من كان له إمام فقرة الإمام له قرأة“ من تصنیفات شیخ بدیع الدین شاہ راشدی

حافظ ریاض احمد عاقب

سامنے پیش کیا اور کئی علماء نے اس پر تقاریظ مثبت کی ہیں جس سے کتاب کی اہمیت و افادیت مزید اجاگر ہوگئی۔

وہ علمائے کرام جنہوں نے اس کتاب پر تقاریظ تحریر کیے، ان میں آپ کے بڑے بھائی علامہ سید محبت اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ، مولانا محمد اسماعیل محدث سلفی رحمہ اللہ، مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ، مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی رحمہ اللہ، مولانا شیخ الحدیث عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ، مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی رحمہ اللہ، مولانا عطاء اللہ حنیف محدث بھوجپانی، مولانا عبدالحق محدث بہاولپوری ثم الہی، مولانا عبدالرحیم بچھی رحمہ اللہ اور ہمارے ممدوح مولانا احمد الدین لکھڑوی رحمہ اللہ وغیرہم شامل ہیں۔

مولانا احمد الدین لکھڑوی رحمہ اللہ کی سوانح حیات اور احوال زیست گوشہ گمنامی کا شکار تھے جن کو الاعتصام شمارہ ۲۳ میں ہمارے بھائی محترم المقام جناب محمد سلیم چنیوٹی رحمہ اللہ نے آشکار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا کرے کہ انہوں نے مولانا لکھڑوی رحمہ اللہ کا ذکر خیر کر کے ان کا علمی و تحقیقی کام قارئین کرام کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

مولانا لکھڑوی رحمہ اللہ ایک بلند پایہ خطیب، عمدہ مقرر اور حاضر جواب مناظر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جید عالم دین اور راسخ فی العلم تھے۔ انہیں اپنے عہد کے اقران میں ایک اعلیٰ مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ اسی لیے شیخ العرب والعجم رحمہ اللہ ایسے محقق دوراں و بہتتی زماں نے مولانا لکھڑوی رحمہ اللہ سے اپنی کتاب پر تقریظ لکھوائی۔ وہ تقریظ افادۂ عام کے لیے میں قارئین کرام کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ جس سے مولانا موصوف کی علمیت پر رشک کرنے کو دل چاہتا ہے۔

اصحاب علم و فضل بخوبی جانتے ہیں کہ شیخ العرب والعجم سید بدیع الدین شاہ راشدی سندھی رحمہ اللہ ہماری جماعت اہل حدیث کے ممتاز عالم دین، عظیم محدث، منفرد ادیب، منجھے ہوئے مدرس، حاضر جواب مناظر، ماہر اسماء الرجال اور بہترین خطیب تھے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی چھوٹی بڑی عربی تصانیف کی تعداد تقریباً ساٹھ ہے۔ ان تصانیف میں ایک معرکہ الآراء تصنیف ”المرآة لطرق حدیث من كان له إمام فقرة الإمام له قرأة“ ہے۔

علمائے اہل حدیث اور علمائے احناف میں برسوں سے یہ اختلاف چلا آ رہا ہے کہ سورت فاتحہ امام کے پیچھے فرض ہے یا نہیں؟ علمائے اہل حدیث کے نزدیک فرض ہے (جو کہ ادلہ کثیرہ کی رو سے برحق و راجح موقف ہے) اور علمائے احناف کے نزدیک فرض نہیں۔ احناف کی بڑی دلیلوں میں سے ایک حدیث ((من كان له إمام فقرة الإمام له قرأة)) ہے۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال لیا ہے کہ امام کی قرأت مقتدیوں کے لیے کافی ہے۔ شیخ العرب والعجم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”المرآة“ میں دلائل قاطعہ سے ثابت کیا ہے کہ اس روایت کے جتنے طرق ہیں وہ سب کے سب ضعیف و کمزور ہیں جن سے مسئلہ کا ثبوت ناممکن ہے۔

علامہ بدیع الدین رحمہ اللہ نے اس کتاب میں پہلے تمام طرق کو جمع کیا ہے پھر ہر طریق پر علمی و تحقیقی بحث کی ہے جو قابل تحسین ہے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے یہ تصنیف لطیف بیس سال کی عمر میں ہی مکمل کر لی تھی۔ یہ کتاب اپنے موضوع میں منفرد کتاب ہے۔ اس کتاب کو شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے دور کے کئی علمائے کرام و فضلاء عظام کے

مولانا احمد الدین لکھڑوی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

”فَإِنِّي رَأَيْتُ بَعْضَ الْمَوَاضِعِ مِنَ الرِّسَالَةِ الَّتِي أَلْفَهَا
السَّيِّدُ بَدِيعُ الدِّينِ فَوَجَدْتُهَا عَجِيبَةً التَّحْقِيقِ، مُفِيدَةً
التَّذَقُّتِ - قَدْ جَمَعَ طُرُقَ الْحَدِيثِ الَّذِي رُوِيَ عَنْ
جَابِرٍ وَغَيْرِهِ، أَعْنَى مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقَرَأَهُ الْإِمَامُ لَهُ
قِرَاءَةً وَذَكَرَ تَضَعِيفَهَا وَعَلَّلَهَا بِالتَّفْصِيلِ - وَحَقَّقَهَا
كَالْبَحَارِيِّ وَالْبَيْهَقِيِّ بِالذَّلِيلِ -“

”میں نے سید بدیع الدین شاہ کے رسالہ کی بعض جگہوں کو بغور
دیکھا تو میں نے اس رسالہ میں عجیب و غریب اور فائدہ مند
تحقیق پائی جس میں (مؤلف) نے حدیث ”من كان له إمام
فقرأه الإمام له قراءة“ کے تمام طرق کو جمع کر دیا ہے جو سیدنا
جابر رضی اللہ عنہ اور دوسرے راویوں سے مروی ہے۔ انہوں نے
حدیث کے تمام طرق کی وجہ تضعیف و علل کو تفصیلی طور پر ذکر کیا
ہے۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ کی طرح انہوں
نے تمام طرق کی مدلل تحقیق کی ہے۔“
اس تقریظ سے مولانا لکھڑوی رحمہ اللہ کی علمیت و عبقریت اور عربی
زبان میں مہارت بالکل عیاں ہے۔

سابقہ ادوار میں ہمارے اکثر علمائے کرام عربی زبان لکھنے اور
بولنے میں مہارت رکھتے تھے۔ تاریخ کے اوراق میں اس کی کافی مثالیں
موجود ہیں۔ آج کل ہمارے دور میں علمائے کرام کا عربی زبان کی طرف
رجحان بہت کم نظر آتا ہے۔ خال خال ایسے علمائے کرام ملتے ہیں جو عربی
زبان میں اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ ہمارے طلبہ
کا ذوق اس بارے صفر ہے۔ مدارس و مراکز کے مدرسین عظام اور
اساتذہ کرام کو چاہیے کہ وہ اپنے طلبہ میں عربی زبان کا اعلیٰ ذوق و شوق
پیدا کریں کیوں کہ یہ ہمارے دین، قرآن، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
اور اصحاب جنت کی زبان ہے۔

الغرض مولانا لکھڑوی رحمہ اللہ کی اپنے معاصرین میں علمیت
و قابلیت مسلم تھی تو اس لیے شاہ صاحب رحمہ اللہ نے موصوف سے تقریظ
لکھوائی جس سے مولانا رحمہ اللہ کا مقام و مرتبہ واضح ہو جاتا ہے۔
نوٹ: شاہ صاحب رحمہ اللہ کی کتاب ”المرآة“ غیر مطبوع ہے۔
ہمارے شیخ مولانا ارشاد الحق اثری رحمہ اللہ کے ایماء پر میرے دوستوں
(مولانا حافظ سرور الہی اور مولانا حافظ عطاء الرحمن) نے اس کتاب کی تصحیح
و مراجعت کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ اس کا مسودہ مرکز التریبۃ الاسلامیہ
فیصل آباد میں محفوظ ہے۔

الاعتصام خود پڑھیں

اور اپنے دوستوں کو بھی پڑھائیں

ہفت روزہ الاعتصام سادہ اور اس اسلام کا داعی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھایا۔
”الاعتصام“ کی توسیع اشاعت کے لیے احباب جماعت بھر پور کوششیں فرمائیں۔ اپنے دوستوں اور احباب علم، طلباء کے
نام جاری کرائیں۔ سال بھر کے لیے مبلغ چار سو روپے نقد/منی آرڈر بھیج کر الاعتصام جاری کرایا جاسکتا ہے۔
امید ہے احباب گرامی ضرور تعاون فرمائیں گے اور اشاعت میں اضافے کے لیے ضرور قدم اٹھائیں گے۔

ان شاء اللہ

ادارہ ہفت روزہ الاعتصام 31 شیش محل روڈ لاہور 54000 فون: 042-37354406

مكتوبات

مولانا حافظ عبد الله روپڑی مولانا عبد الجلیل سامرودی ابوسعید شرف الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بنام مولانا عبد الغفار حسن رحمہ اللہ

①

بسم الله الرحمن الرحيم

من العاجز عبد الله الفقير الى الله، الى اخي المكرم والعزيز المحترم

السلام عليكم ورحمة الله !

اما بعد: فقد اتصل بي كتابك الذي سألت فيه سؤالين، أحدهما ما وجه لطم موسى عليه السلام ملك الموت؟ وجوابه من وجهين: الاول ما ذكره صاحب المرقاة واللمعات شارحا للمشكوة: من ان موسى لم يعرف انه ملك الموت فظن انه رجل قصد نفسه، وكان ملك الموت تمثلا بشرا فدفعه عنها فادت مدافعته الى فقأ عينه، وسبب التمثيل ان البشر لا يتحمل صورة الملك الاصلية - الا ترى ان رسول الله ﷺ رأى جبرئيل قاعدا على الكرسي بين السماء والارض له ست مائة جناح، فجثت منه رعبا حتى هوى الى الارض - كما في المشكوة من باب المبعث وبدأ الوحي - والوجه الثاني: ان رسول الله ﷺ قال: ((لن يقبض نبي حتى يرى مقعده من الجنة ثم يخير)) كما في المشكوة من باب وفاة النبي ﷺ -

فلطم موسى ملك الموت لانه جاءه ولم يخير - ولذا قال الله تعالى لملك الموت: ارجع الى عبدی فقل الحيوة تريد - وكان لله فيه حكمة بالغة، وهي اظهار شان جلال موسى عليه السلام وعزته عليه - وان الروحانية الانسانية اذا كملت تغلب الروحانية الملكية وان بلغت ما بلغت، وغير ذلك من الفوائد -

وسألتني ان افيدك زيادة علم وبصيرة في مسئلة ان ظاهر القرآن يترك بالدلائل والقرائن، بان اكتب لك عدة امثلة؟ فاعلم ان الامثلة ههنا كثيرة -

منها اية: ﴿يا ايها الذين آمنوا اذا قمتم الى الصلوة﴾ اي اذا اردتم القيام الى الصلوة - ومنها اية: ﴿وربائبكم التي في حجوركم﴾ اي حرمت عليكم ربائبكم سواء كانت في حجوركم اولا - ذكر القيد للتغليب -

ومنها اية: ﴿ليس عليكم جناح ان تقصروا من الصلوة ان خفتم ان يفتنكم الذين كفروا﴾ هذا القيد ايضا للتغليب وليس شرطا لقصر الصلوة -

ومنها اية: ﴿يا ايها الذين امنوا كتب عليكم القصاص في القتلى الحر بالحر والعبد بالعبد والانثى بالانثى﴾ ليس معناه ان

الذکر لا یقتل بالانثی -

ومنها اية: ﴿فلا جناح ان يطوف بهما﴾ ليس معنى نفى الجناح ان الطواف لا يجب -

وقال الله تعالى: ﴿فمن لم يستطع منكم طولا ان ينكح المحصنات المؤمنات فمن ما ملكت ايما نكم من فتياتكم

المؤمنات﴾ والاحناف تقول: الطول ليس بشرط كذا الفتاة المؤمنة ليست بشرط بل تجوز الكتابية -

وقال الله تعالى: ﴿فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا﴾ والاحناف تقول: فلم تجدوا ماء ونبذ التمر فتيمموا صعيدا

طيبا -

ومثل هذا كثير وقد ذكرنا نبذا من التفصيل منه في الجزء الثاني من كتابنا ”اطفاء الشمعة“ في التعارض الثاني عشر

وغیره -

والسلام علیکم وعلى من لديدك -

عبد الله الامرتسرى مدير ”تنظيم“

روبر من مضافات انباله

مؤرخه ۱۵ ذی الحجه ۱۳۶۳ هـ

.....ترجمہ.....

بسم الله الرحمن الرحيم

عاجز عبد اللہ الفقیر الی اللہ کی طرف سے، مکرم و محترم عزیز بھائی کی طرف

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته !

آپ کا خط ملا جس میں آپ نے دو سوال دریافت فرمائے ہیں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا ملک الموت کو تھپڑ مارنے کا سبب کیا تھا؟ اس کا جواب دو طرح سے ہے۔ ایک یہ کہ جسے شارحین مشکوٰۃ ”المرقات والمعات“ کے مؤلفین نے ذکر کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو پہچانا نہیں۔ ان کا خیال تھا کہ یہ کوئی عام آدمی ہے جو انہیں قتل کرنا چاہتا ہے۔ حالاں کہ وہ بشر کی صورت میں ملک الموت تھا۔ حضرت موسیٰ نے دفاع میں اسے مارا کہ اس کی آنکھ پھوٹ گئی۔ تمثیل کا سبب یہ تھا کہ کوئی بشر فرشتے کو اصل صورت میں دیکھنے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ آپ دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل کو زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھے دیکھا۔ اس کے چھ سو پر تھے۔ حضور ﷺ اس سے مرعوب ہو کر زمین پر جھک گئے۔

[مشکوٰۃ، باب المبعث و بدأ الوحی]

دوسرا سبب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی نبی کی روح اتنی دیر تک قبض نہیں کی جاتی جب تک کہ وہ جنت میں اپنی جگہ دیکھ نہ لے۔

اور پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے۔“ [مشکوٰۃ، باب وفاة النبی ﷺ]

موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو اس لیے تھپڑ مارا تھا کہ ملک الموت ان کے پاس آیا لیکن اس نے موسیٰ علیہ السلام کو اختیار نہیں دیا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ملک الموت سے فرمایا کہ میرے بندے (موسیٰ) کے پاس پھر جاؤ اور کہو کہ جتنی زندگی آپ چاہتے ہیں ملے گی۔

اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کی عزت اور ان کی شان جلالت کا اظہار ہو۔ جب انسانی روحانیت پایہ تکمیل کو پہنچتی ہے تو فرشتے کی روحانیت پر غالب آ جاتی ہے۔ اگرچہ فرشتے کی روحانیت کتنے ہی مدارج طے کر چکی ہو۔ اور اس کے اور بھی کئی فوائد ذکر کیے جاسکتے ہیں۔

آپ نے دوسرا سوال یہ کیا ہے کہ علم و بصیرت میں اضافے کے لیے اس مسئلہ: کہ دلائل و قرائن کی بنیاد پر ظاہر قرآن چھوڑا جاسکتا ہے، میں مزید رہنمائی کروں اور اس سلسلے میں کچھ مثالیں بھی پیش کروں۔ چنانچہ چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

(۱) ﴿يا ايها الذين امنوا اذا قمتم الى الصلوة﴾

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو۔

(۲) ﴿وربائبكم التي في حجوركم﴾

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ حرام کی گئی ہیں تم پر تمہاری بیویوں کی بیٹیاں، چاہے وہ تمہاری پرورش میں ہوں یا نہ ہوں۔ یہ قید تغلیباً ذکر کی گئی۔

(۳) ﴿ليس عليكم جناح ان تقصروا من الصلوة ان خفتم ان يفتنكم الذين كفروا﴾

یہ قید بھی تغلیباً ہے، حالاں کہ کافروں کی طرف سے خطرہ نماز قصر کرنے کی شرط نہیں۔

(۴) ﴿يا ايها الذين امنوا كتب عليكم القصاص في القتلى الحر بالحر والعبد بالعبد والانثى بالانثى﴾

اس کا یہ معنی نہیں کہ عورت کے بدلے میں مرد کو قتل نہ کیا جائے۔

(۵) ﴿فلا جناح ان يطوف بهما﴾

گناہ کی نفی کا مطلب یہ نہیں کہ طواف واجب نہیں۔ (بلکہ واجب ہے)

(۶) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فمن لم يستطع منكم طولا ان ينكح المحصنات المؤمنات فمن ما ملكت ايما نكم من فتياتكم

المؤمنات﴾

احناف کہتے ہیں کہ طول (مالی کشادگی) شرط نہیں ہے۔ اسی طرح مومن لونڈی سے نکاح کرنا بھی ضروری نہیں، بلکہ کتابیہ (عیسائی یا یہودی خاتون) سے بھی شادی کی جاسکتی ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا﴾

احناف کہتے ہیں اگر تم پانی اور کھجوروں کی نیند بھی نہیں پاتے تو ”پاک مٹی کا قصد کرو“ ان کی مثل اور بھی بہت سے دلائل ہیں۔ جن میں سے بعض کا ذکر ہم نے اپنی کتاب ”اطفاء الشمعة“ کے دوسرے حصہ میں بارہویں تعارض پر بحث کے دوران اور دوسرے مقامات پر تفصیل سے کیا ہے۔

آپ کو اور جو آپ کے پاس ہوں سب کو سلام

عبداللہ الامر تری

مدیر تنظیم۔ روپڑ من مضافات انبالہ

مؤرخہ ۱۵/ ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

(۲)

بسم الله الرحمن الرحيم

ازنا چیز عبدالجلیل، عزیزی مولوی عبدالغفار حسن صاحب سلمہ

بعد سلام مسنون و طلب خیریت طرفین، شکر ہے محنت رائیگاں نہ گئی آپ تک پہنچ گئی، مجھے اندیشہ تھا۔

آپ نے یتیم پوتا کے چچا کے ہوتے ہوئے محروم ہونے پر استفسار فرمایا ہے؟

جواباً عرض ہے کہ ہمارے مولانا اسلم حیرانچوری اہل قرآن نے ایک رسالہ اس کے محروم ہونے کے ملال پر تحریر و ماتم برپا کیا تھا۔ میں نے انہیں اُس زمانہ میں اُس پر مطلع کیا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ پوتا کس کا ورثہ لینا چاہتا ہے؟ اور کس کے ترکہ سے؟ چچا کے ہوتے ہوئے۔ ظاہر ہے کہ پوتے کے والد کے ترکہ سے چچا نہیں لے رہا ہے۔ بلکہ وہ اپنے والد کے ترکہ سے جو اس کی حیات میں موجود تھا اور اپنے والد کو رخصت کیا ہے۔ یہ اپنے والد کے ترکہ سے ترکہ حاصل کر رہا ہے اور پوتا یہ ایک مرنے والے (دادا) کے دوسرے لڑکے کا لڑکا ہے۔ جو اس کی حیات میں قطع تعلق کر چکا تھا۔ جیسے ایک درخت کی شاخیں ہیں درخت زندہ تھا مگر اُس کی زندگی میں ایک ٹہنی منقطع ہو گئی وہ ٹہنی مع لوازمات سوکھ جائے گی اور جو ٹہنیاں موجود ہیں وہ سرسبز رہیں گی۔ مگر جو مر جائے گی تو اس کا حصہ بقیہ کو پہنچے گا نہ کہ وہ مردہ شاخ کو بھی پہنچے۔

ترکہ کا معاملہ یعنی ایک درخت کے ہے۔ اگر اُس مردہ پر ان زندوں کا حق تسلیم کیا جائے گا ظلم بہت ہوگا، یہ ان کا حق ہے جو بے فائدہ اس مردہ کو دیا جا رہا ہے۔

اسلم نے بالکل غیر اسلم بات اُس رسالہ میں کی تھی۔ مولانا! خدا کو ہی اگر منظور ہوتا تو اس یتیم پوتا کے باپ کو اس کے دادا کے مرنے تک باقی رکھتا مگر لا یتسأل عما یفعل۔ فعال لما یرید۔ کس کو دم مارنے کی گنجائش!

ان اہل قرآن کے دام تزویر میں نہ آئیں، آپ کے والد نے سب سے پہلے تعلیم ہی کے زمانہ میں ایک اہل قرآن کا رد لکھا تھا، آپ کے جد امجد حیات تھے۔ کشن گنج میں اُس زمانہ میں ہم اور..... بھی دارالہدیٰ ہی میں تھے۔ فقط والسلام

(۲)

سوال: اگر تجارت یا مضاربت گھاٹے کی صورت ہو تو صاحب مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ مثلاً کسی نے دو ہزار روپیہ خود تجارت میں لگایا کسی کو تجارت کے لیے دیا پھر ایک سال بعد جب حساب لگایا تو تقریباً چار سو کا نقصان معلوم ہوا تو کیا اب باقی ماندہ سرمایہ ۱۶ سو میں زکوٰۃ فرض ہوگی؟ کیا اس صورت کو مال ضمار پر قیاس کر کے زکوٰۃ سے مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے؟ عمر بن عبدالعزیز کا فتویٰ مؤطا امام مالک میں منقول ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے حجتہ اللہ البالغہ میں صراحت کی ہے کہ زکوٰۃ سوائے کنز کے اموال نامیہ میں ہے۔ صورت ہذا میں نمونہ نہیں ہے۔

(۲)۔ مضاربت میں زکوٰۃ مال تجارت کے لحاظ سے واجب ہوگی یا صاحب مال جو نقدی مضاربہ دے چکا ہے اس کے اعتبار سے ادا کرنی ہوگی؟

جواب: تجارت مضاربت میں بصورت نقصان اگر بقیہ بعد حوالان حول بقدر نصاب ہے تو زکوٰۃ واجب۔ جیسے سواونٹ بعد حوالان حول بسبب مرگ وغیرہ پچاس ہی رہ گئے تو بھی ان پر بسبب نصاب کامل ہونے کے زکوٰۃ واجب ہے۔ تجارت میں نفع نقصان دونوں ہوتے ہیں زیادتی زکوٰۃ کے لیے شرط نہیں۔ ہاں اکثر زیادتی ہوتی ہے، گا ہے نقصان بھی۔ تاہم اگر نصاب ہے تو زکوٰۃ واجب ہے اور تجارت کو حجۃ اللہ میں نامیہ میں لکھا ہے۔

(۲)۔ مضاربت میں زکوٰۃ رب المال کی نقدی و تجارت کے نفع دونوں پر بشرط نصاب واجب ہوگی۔ ہاں نقصان کی صورت مال ضمار کی نہیں وہ تو حکام وغیرہ کے ظلم سے ہوتا ہے اور یہ صاحب مال یا مضارب کے ہاتھوں کم ہوتا ہے۔ اس میں کسی کا ظلم یا دخل نہیں، نفع و نقصان من جانب اللہ ہے۔

فافتراق۔ هذا والله اعلم

راقم البوسید محمد شرف الدین
ناظم مدرسہ سعیدیہ پل بنگش دہلی
۳۱ شوال ۱۴۳۳ھ

تبصرہ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دوسنوں کا آنا ضروری ہے

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی صاحب ایک محقق عالم دین ہیں۔ دعوت قرآن و سنت کے حوالے سے تحقیقی و علمی موضوعات پر اب تک ان کی کئی ایک کتب طبع ہو چکی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب ”عذاب قبر کی حقیقت“ بھی اپنے موضوع کے اعتبار سے بڑے تحقیقی و علمی مواد سے لبریز ہے۔

موجودہ دور فتنوں اور آزمائشوں کا دور ہے۔ ہمارے معاشرے میں قرآن و سنت کی تعلیمات کو جس طرح فراموش کرنے کی جسارت کی جا رہی ہے اور حقائق سے روگردانی کا جارہی ہے اس کے مال کے طور پر کہ عذاب قبر کی حقیقت کو بھی جھٹلانا شروع کر دیا ہے۔ یہ کتاب اسی مسئلے کے متعلق تحریر کی گئی ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف نے بعض منکرین حدیث (جماعت المسلمین اور مرزا غلام احمد قادیانی) کے باطل نظریات کا رد کر کے صحیح احادیث اور قرآنی آیات کی تشریحات سے عذاب قبر کو ثابت کیا ہے۔ انسان کے مرنے کے بعد برزخی زندگی، قبر اور احوال قبر، دنیاوی زندگی کے بعد قبر میں دوبارہ زندہ کیا جانا، قیامت اور احوال قیامت جیسے عناوین سے مزین معلومات اس کتاب میں دی ہیں۔ کارڈ کور اور سفید نیوز کاغذ پر طباعت کی گئی ہے۔

عقیدہ ختم نبوت میں علمائے اہل حدیث کی مثالی خدمات

تالیف: محمد رمضان یوسف سلفی

ضخامت: ۸۸ صفحات

ناشر: مکتبہ رحمانیہ، ناصر روڈ سیالکوٹ

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

طریقہ طہارت و صلوٰۃ

مرتب: خلیل احمد ملک

ضخامت: ۳۲ صفحات

ملنے کا پتا: دارالکتب السلفیہ اردو بازار لاہور۔

مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

زیر تبصرہ کتاب کے مؤلف جناب خلیل احمد ملک نے اس کتاب کو مرتب کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ صحیح احادیث اور قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق طہارت و نماز کا طریقہ درج کیا جائے۔

یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود بہت جامع ہے۔ طہارت کے طریقے (وضو اور غسل) کی مکمل ترکیب اور تندرست و مریض کی رعایت کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد مرد و عورت کی نماز کا طریقہ درج کیا گیا ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ مرد و عورت کی نماز کا طریقہ نبوی ﷺ ایک ہی طرح کا ہے اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ نماز پنجگانہ، تہجد، وتر کی ادائیگی، مسافر و مقیم کی نماز، نماز عید، نماز جمعہ کے علاوہ اشراق و چاشت کی نمازوں کے متعلق بھی مسائل درج کیے گئے ہیں۔ کاغذ اعلیٰ و نفیس استعمال کیا گیا ہے۔ طباعت و کمپوزنگ اعلیٰ ہے۔

عذاب قبر کی حقیقت

تالیف: ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی

ضخامت: ۱۵۲ صفحات

ناشر: مدرسہ ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہا

بلاک ۳۸، کیمائی، کراچی۔

قادیان پر کفر کا فتویٰ دیا اس کا ہر طرح مقابلہ کیا۔ اہل حدیث علمائے کرام نے تحریری و تقریری اور مناظرہ و مباحلہ کے میدانوں میں مرزا قادیانی اور اس کی نام نہاد امت کو ناکوں چنے چبوا دیے۔

ہمارے محترم دوست محمد رمضان یوسف سلفی نے علمائے اہل حدیث کی قادیانیت کے خلاف کی گئی تگ و تاز کو بڑے احسن انداز میں سپرد قسط اس کر دیا ہے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ جیسی علمی و دینی شخصیت کے نام اس کتاب کا انتساب کیا گیا ہے۔ مولانا جانباز رحمہ اللہ کے مدرسہ جامعہ رحمانیہ ناصر روڈ سیالکوٹ کے کارپردازان نے اس کتاب کو طبع کر کے علمائے اہل حدیث کی ان مساعی کو منظر عام پر لا کر خواندگان محترم کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ جناب عبدالرشید عراقی کا جاندار مقدمہ ہے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء۔



عقیدہ ختم نبوت اسلام کا اساسی و بنیادی عقیدہ ہے۔ تعلیمات اسلام کے مطابق جس شخص یا جماعت نے عقیدہ ختم نبوت سے انحراف کیا۔ یعنی پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا وہ کذاب و دجال ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کے منکرین دور رسالت سے ہی میدان میں آنے شروع ہو گئے تھے۔ مسیلمہ کذاب نے رسالت کا دعویٰ کیا اور ایک عورت طلیحہ اسیدی بھی اس میدان میں اُتری۔ مسیلمہ کذاب کو تو وفات النبی ﷺ کے بعد جناب امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رحمہ اللہ کے دور میں واصل جہنم کیا گیا تھا۔

ہندوستان کے شہر بٹالہ کے قصبہ قادیان میں بھی ایک مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۹۷ء میں مسیح موعود، مجدد، مامور من اللہ وغیرہ کے دعوے کر کے اسلام کے اساسی عقیدے کی خلاف ورزی کی۔ چنانچہ علمائے اہل حدیث نے ہراول دستے کے طور پر مرزائے

کتاب و سنت کے مطابق فریضہ حج کی ادائیگی

حج 2010 (پہلی بیت) لپیٹ

3246 حج اتر و لمبٹ

3359 نور زم آکٹس نمبر

4139 سوویہ رجسٹریشن نمبر

قدم بقدم مستون راہنمائی

قرب ترین رہائش

قرب ترین مکتب

فاضلین مدینہ یونیورسٹی علماء کرام کے ساتھ حج کیجئے

رمضان المبارک کی پانچ سو سات اور سات اور خوشگوار محلات حرمین شریفین میں گزارنے کیلئے گروپ کی تشکیل جاری ہے بٹالہ کیلئے وقت محدود ہے فوراً بٹالہ کراہیں شکر ہے

محمد زبیر عقیل

0300-8450426

0333-4484837

سردار محمد نواز ڈوگر

042-37525001-2

شمارہ نمبر 042-37525001-2

آرزو

ہے آرزو یہی کہ یہی آرزو ہے، میں تیرے روبرو تو میرے روبرو ہے
جب تک مرے بدن میں ذرا بھی لہو رہے لب پر ترا ہی ذکر تری گفتگو رہے
دریا ہو، کوہسار ہو، صحرا ہو باغ ہو ہر گام ہر جگہ ہی تری جستجو رہے
اس کو بھلا تمہاری محبت سے واسطہ؟ جو غرق رقص و بادہ و جام و سبو رہے
ہم جا رہے ہیں تشنہ لب و تشنہ کام ہی حالاں کہ ایک عمر لب آب جو رہے
ہر ایک جستجو سے یہ بہتر ہے جستجو اپنے عیوب کی جو تجھے جستجو رہے
شادی ہو یا غمی ہو فراخی کہ مفلسی مومن کی یہ صفت ہے کہ وہ خندہ رورہے
اترا ضرور شوق سے اپنے شباب پر پیری کے وقت بھی تو اگر خو برو رہے
جس کا یقین نہیں ہے عذاب و ثواب پر وہ کیوں نہ مست بادہ و جام و سبو رہے

عاجز وہ پھول زینت داماں بنے گا کیا
جس میں کہ چار دن نہ کبھی رنگ و بو رہے

[عبدالرحمن عاجز، مالیر کوٹلوی]